ماہنامہ

دخترانِ اسلام

لاہور

جون 2022ء

دل کا نور کیسے چھن جاتا ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب

سماجی زندگی میں اقدار و روایات کی اہمیت

ترقی و خوشحالی کیلئے اتحادِ امت ناگزیر ہے

قرآن مجید سب سے پہلے لوحِ محفوظ کی زینت بنا

سانحہ ماڈل ٹاؤن ناانصافی کے 8 سال

فرید ملت ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ کے 49 ویں سالانہ عرس مبارک کے موقع پر
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ویمن اعتکاف گاہ 2022ء میں منعقدہ تربیتی نشست میں محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا خصوصی خطاب

ویمن اعتکاف 2022ء میں تربیتی حلقہ جات

ایگرز اعتکاف 2022ء کی تصویری جھلکیاں

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 29 شمارہ: 5 / ذوالقعدہ ۱۴۴۳ھ / جون 2022ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

ایڈیٹر
اُم حبیبہ اسماعیل

ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز، مسز حلیمہ سعدیہ
مسز راضیہ نوید، سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی
ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی

رائٹرز فورم

آسیہ سیف، سعدیہ کریم، جویریہ سحر ش
جویریہ وحید، ماریہ عروج، سُمیّہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام ــــ فوٹوگرافی: قاضی محمود الاسلام

فہرس

اداریہ

(سانحہ ماڈل ٹاؤن......ناانصافی کے 8 سال) 4

فکرِ شیخ الاسلام

دل کا نور کیسے چھن جاتا ہے	مرتبہ: نازیہ عبدالستار	5
الفاظ کی سحر انگیزی	محمد شفقت اللہ قادری	8
ماحولیاتی آلودگی کی وجوہات	ڈاکٹر فرخ سہیل	16
سماجی زندگی میں اقدار و روایات کی اہمیت	پروفیسر حلیمہ سعدیہ	20
ترقی و خوشحالی کے لیے اتحادِ امت ناگزیر ہے	ساوہ سلطان	23
والدین کے حقوق قرآن و سنت کی روشنی میں	سمیہ اسلام	27
عالمی یوم ماحولیات اور ہماری ذمہ داریاں	تحریم رفعت	30
خصوصی رپورٹ: ویمن اعتکاف 2022ء	رپورٹ	33
فقہی مسائل: کیا میک اپ پر وضو ہو جاتا ہے	خصوصی رپورٹ	36
گلدستہ: ہفتے میں دو روزے معمولات نبویؐ میں شامل تھے	مرتبہ: حافظہ سحر عنبرین	38
الفیوضات المحمدیہ		40

مجلّہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کیے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

قیمت فی شمارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر   مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184

Visit us on: www.minhaj.info   E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ج وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ؔ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ج وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ. (آل عمران،۳:۷)

’’وہی ہے جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جس میں سے کچھ آیتیں محکم (یعنی ظاہراً بھی صاف اور واضح معنی رکھنے والی) ہیں وہی (احکام) کتاب کی بنیاد ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ (یعنی معنی میں کئی احتمال اور اشتباہ رکھنے والی) ہیں، سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے اس میں سے صرف متشابہات کی پیروی کرتے ہیں (فقط) فتنہ پروری کی خواہش کے زیراثر اور اصل مراد کی بجائے من پسند معنی مراد لینے کی غرض سے، اور اس کی اصل مراد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور علم میں کامل پختگی رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، ساری (کتاب) ہمارے رب کی طرف سے اتری ہے، اور نصیحت صرف اہلِ دانش کو ہی نصیب ہوتی ہے۔‘‘

فرمان نبوی ﷺ

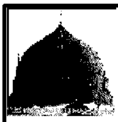

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَيَمَنِنَا مَرَّتَيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ: وَفِي مَشْرِقِنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مِنْ هُنَالِكَ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ وَلَهَا تِسْعَةُ أَعْشَارِ الشَّرِّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ.

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما اور ایسا آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: تو ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اور ہمارے مشرق میں (بھی برکت ہو) تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہاں سے تو شیطان کا سینگ نکلے گا اور وہاں دس میں سے نو حصوں (کے برابر) شر ہوگا۔‘‘

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص۱۰۰)

خواب

ہے یاد مجھے نکتۂ سلمانِ خوش آہنگ
دنیا نہیں مردانِ جفاکش کے لیے تنگ
چیتے کا جگر چاہیے، شاہیں کا تجسس
جی سکتے ہیں بے روشنیِ دانش و فرہنگ
(بال جبریل، ص:٦٦٨)

تعبیر

ہم جتنی زیادہ تکلیفیں سہنا اور قربانیاں دینا سیکھیں گے، اتنی ہی زیادہ پاکیزہ، خالص اور مضبوط قوم کی حیثیت سے ابھریں گے جیسے سونا آگ میں تپ کر کندن بن جاتا ہے۔
(پیغام عیدالاضحیٰ، 24 اکتوبر 1947ء)

تکمیل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے مرد مومن! میں تیرا ولی ہوں۔ یہ یک طرفہ تعلق ہے کہ اللہ ہمارے قریب ہے۔ اللہ ہمارا ولی ہے۔ مگر ہم اس کے قریب نہیں مگر جو مومن پردوں کو ہٹا کر دوریوں کو ختم کر کے اللہ کے قریب ہوجائے اس کو ولی کہتے ہیں۔ اللہ ہر ایک کا ولی ہے لیکن اللہ کا ہر کوئی ولی نہیں کیونکہ بندہ کو یہ ادراک نہیں کہ اللہ ہمارے قریب ہے۔ جب بندہ میں قربت کا احساس پیدا ہوجائے تو وہ نافرمانی نہیں کرتا۔ وہ کوئی ایسا لفظ نہیں بولے گا جو مولا کو ناپسند ہو۔ اگر تکلیفیں آتی ہیں وہ شکوہ نہیں کرتا بلکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ تو اللہ کی ڈانٹ ہے جو مجھے درست کرنے کے لیے آئی۔
(خطاب شیخ الاسلام بعنوان: ہدایت کی ابتداء کیسے ہوتی ہے؟ ماہنامہ دختران اسلام دسمبر 2021ء)

اداریہ

سانحہ ماڈل ٹاؤن......ناانصافی کے 8 سال

17 جون 2014ء کا دن پاکستان کی تاریخ کا ایک سیاہ دن ہے، اس دن ریاستی ادارے پولیس نے حکومتِ وقت کی ایماء اور ہدایت پر ماڈل ٹاؤن میں بے گناہ اور نہتے شہریوں پر گولیوں کی بارش کی، جس کے نتیجے میں دو خواتین تنزیلہ امجد اور شازیہ مرتضیٰ سمیت 14 افراد کو شہید اور 100 کو زخمی کر دیا گیا۔ مورخہ 17 جون 2022ء کو شہداء سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور کی آٹھویں برسی ہے۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے متاثرین اور شہداء کے لواحقین 8 سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک انصاف سے محروم ہیں۔ یہ امر کسی سے بھی پوشیدہ نہیں کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن ایک منصوبہ بندی کا شاخسانہ ہے جس کا مقصد حکومت کے ماورائے آئین و قانون طرزِ حکمرانی کیخلاف شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی جدوجہد کو روکنا تھا۔ یہ محض حادثہ نہیں تھا بلکہ منصوبہ بندی کا نتیجہ تھا۔ اگر یہ محض حادثہ ہوتا تو سانحہ کے فوری بعد قتل و غارت گری میں ملوث پولیس افسران کے خلاف سخت کارروائی ہوتی، انہیں بے گناہوں کی جانیں لینے پر برطرف کیا جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ سانحہ میں حصہ لینے والے تمام افسران اور اہلکاروں کو پرکشش عہدوں سے نوازا گیا، انہیں آؤٹ آف ٹرن ترقیاں دی گئیں، انہیں پسند کی تقرریاں دی گئیں، یہاں تک کہ پولیس کی مدعیت میں جھوٹی ایف آئی آر درج کرکے زخمی کارکنان اور مقتولین کے لواحقین کو گرفتار کرکے دنیا کی تاریخ میں ظلم و ناانصافی کی نئی مثال قائم کر دی۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن استغاثہ کیس کا ٹرائل انسداد دہشت گردی عدالت لاہور میں زیر سماعت ہے۔ جبکہ سپریم کورٹ کے فلور پر سانحہ ماڈل ٹاؤن کی تفتیش کے لئے تشکیل پانے والی نئی JIT نے مورخہ 14 جنوری 2019ء سے لیکر 20 مارچ 2019ء تک سانحہ ماڈل ٹاؤن کے تمام زخمی افراد، چشم دید گواہان اور شہداء کے لواحقین کے بیانات قلمبند کر لیے تھے اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے متاثرین کی طرف سے بھی نئی JIT کے روبرو پہلی دفعہ تمام زبانی و دستاویزی ثبوت شہادتوں کی شکل میں پیش کر دیے گئے ہیں۔

نئی JIT نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے تمام ملزمان بشمول سابق وزیراعظم میاں نوازشریف، موجودہ وزیراعظم میاں شہباز شریف اور موجودہ وفاقی وزیر داخلہ رانا ثناء اللہ، ڈاکٹر توقیر شاہ PSO ٹو سابق وزیراعلیٰ پنجاب، سابق آئی جی مشتاق سکھیرا سے مختلف پہلوؤں پر تفتیش مکمل کر لی تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ وقوعہ کیوں ہوا ہے؟ اس کے پیچھے کیا سازش کارفرما تھی؟ اس وقوعہ کے پیچھے کون کون سے سازشی عناصر موجود ہیں؟ اور یہ سازش کہاں سے چلی؟ اور کس طرح اس سازش پر عملدرآمد ہوا؟

جب یہ نئی JIT حقائق کے بالکل قریب پہنچ گئی اور اس کے سامنے حق اور سچ نکھر کر سامنے آ گیا تو فوری طور پر کچھ قوتیں متحرک ہوگئیں اور انہوں نے 22 اپریل 2019ء کو لاہور ہائی کورٹ کے ذریعہ JIT کی تشکیل کے نوٹیفکیشن کو معطل کروالیا اور نئی JIT کو سانحہ ماڈل ٹاؤن کی مزید تفتیش سے روک دیا گیا تاکہ JIT ان تمام ملزمان سابق وزیراعظم نوازشریف، موجودہ وزیراعظم شہبازشریف، موجودہ وزیر داخلہ رانا ثناء اللہ، سابق PSO ٹو وزیراعلیٰ پنجاب ڈاکٹر توقیرشاہ و دیگران جنہوں نے اس سانحہ کی منصوبہ بندی کی تھی، انہیں گنہگار ٹھہرا کر انسداد دہشت گردی عدالت میں چالان پیش نہ کردے اور ان منصوبہ ساز ملزمان اور سانحہ ماڈل ٹاؤن میں ملوث افراد کے ٹرائل کا آغاز نہ ہوجائے۔ یہاں تک کہ ایڈووکیٹ جنرل آفس کو بھی اس کیس کی فیکسیشن اور بینچ کی تشکیل کا علم نہ ہو سکا۔ جب ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کو معلوم ہوا تو وہ فوری طور پر عدالت میں پہنچ گئے اور فل بنچ کے سامنے ساری صورتحال رکھی تو ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کو لاہور ہائی کورٹ نے توہینِ عدالت کا نوٹس جاری کر دیا گیا۔ شہدائے ماڈل ٹاؤن کا انصاف ہمارے ایمان کا حصہ ہے جب تک سانس باقی ہے مظلوموں کو انصاف دلوانے کے لئے قانونی جدوجہد جاری رہے گی۔

(نعیم الدین چودھری ایڈووکیٹ)

فکرِ شیخ الاسلام

دل کا نور کیسے چھن جاتا ہے

سیدنا فاروق اعظمؓ نے فرمایا کچھ لوگ فراخ دستی اور کچھ تنگ دستی میں آزمائے جاتے ہیں

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا فکر انگیز خطاب

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ. (آل عمران،۳: ۱۴)

’’اور اولاد اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان کیے ہوئے خوبصورت گھوڑے اور مویشی اور کھیتی (شامل ہیں)۔‘‘

جو دل بتوں سے بھرے پڑے ہوں بھلا اس میں اللہ تعالیٰ اپنی محبت رکھے گا۔ اپنے محبوب بندوں کی محبت کے لیے دل چنتا ہے۔ پس اپنی محبت کے لیے اور چنے ہوئے دلوں میں سے بھی چنیدہ دل چنے گا۔

اس لیے دو محبتیں ایک دل میں جمع نہیں ہوتیں۔ اسی طرح دو غم ایک دل میں جمع نہیں ہوتے۔ غم دنیا اور غم آخرت، غم دنیا اور غم مولا ایک دل میں جمع نہیں ہوتے۔ اس طرح دو خوف ایک دل میں جمع نہیں ہوتے۔ خوف اہل دنیا اور خوف الٰہی جو دنیا داروں سے ڈرتا ہے وہ اللہ سے نہیں ڈرتا۔ وہ زبان سے کہتا پھرے جھوٹ ہے۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ دنیا میں کسی سے نہیں ڈرتا یہ معنی ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۔ (یونس،۱۰: ۶۲) لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کا معنی دو طور پر آسکتا تھا۔ لاخوف علیہم بھی آسکتا تھا لیکن یہاں لاخوف علیہم کہا۔ لا خوف علیہم ہوتا تو اس میں اطلاق ہوجاتا کہ کسی قسم کا خوف نہیں ہوتا۔ اس میں خوف دنیا کی بھی نفی ہوجاتی خوف آخرت کی بھی نفی ہوجاتی۔ فرمایا: لا خوف علیہم ایک قسم کا خوف نہیں ہوتا دوسری قسم کا خوف ہوتا ہے۔ اللہ اپنا خوف ڈال دیتا ہے مگر دنیا کا غم چھین لیا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ. (البقرہ،۲: ۱۵۵)

’’اور ہم ضرور بالضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے۔‘‘

پہلے خوف سے آزمایا جاتا ہے بھوک سے آزمایا جاتا ہے نفع و نقصان سے آزمایا جاتا ہے مال چھین کر آزمایا جاتا ہے۔ مال دے کر آزمایا جاتا ہے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ نے فرمایا جب مال نہ ملا تھا تنگدستی تھی ہم صبر میں آزمائے گئے۔ کامیاب ہوگئے جب غناء آگیا، مال کی کثرت آگئی۔ آزمائے گئے تو ناکام ہوگئے۔ لوگوں کی بات بتارہے ہیں کچھ لوگ تنگدستی میں ناکام ہوتے ہیں کچھ لوگ فراخ دستی میں ناکام ہوتے ہیں۔ تنگدستی کی ناکامی میں صبر کا دامن چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ خوشحالی اور فراخ دستی کی ناکامی میں شکر

کا دامن چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

یہ دھیان نہیں رہتا کہ کس نے دیا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں نے اپنے ہنر سے کمایا ہے **لا نبلوا** یہ چناؤ کے لیے ہے کہ کیسا ہے پھر اچھا پالے، جب سارے ٹیسٹ ہوجائیں امتحان میں دل کامیاب ہوجائے، ثابت قدم رہے۔ صحرا میں اڑے پھرنے والے پتے کی طرح نہ رہے کہ دنیا کی آندھیاں میں کبھی اڑ کر ادھر جاتا ہے کبھی ادھر جاتا ہے بلکہ اللہ کی محبت وخوف پر اس کا دل جما رہے پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اے میری محبت اس بندے کا دل ایسی سیج ہے اس پر تو سوجا اس کے دل کی دلہن بن جا اس کے دل میں جم جا۔ اس لیے یہ وہ دل ہے جس نے ہر محبت اپنے دل سے نکال دی ہے۔ ہر رغبت نکال دی ہے۔ جب دل کا کوٹھا ہر حرص سے پاک ہوتا ہے تو اللہ کی محبت دلہن بن کر دل کی سیج میں آجاتی ہے۔ حضرت فضیل ابن عیاض نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے طرق سے حدیث رسول اللہ ﷺ روایت کی جب بندہ اللہ کا محبوب، دوست ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود بھی ان کو دنیا کی محبت سے بچانے کا اہتمام کرتا ہے۔

لہٰذا اللہ محبوب بھی بن گیا محبّ بھی بن گیا وہ خود بھی حفاظت کرتا ہے کہیں ان کے دل کسی دوسری محبت میں پھنس نہ جائیں کہتا ہے:

یا دنیا مری علی اولیاء. (مسند الشہاب، ج۲،ص ۳۲۵)

خبردار! اے دنیا سن لے میرے اولیاء پر کڑوی بن کر رہ اور ان کے لیے بہت میٹھی نہ بن کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تجھ میں مبتلا ہوجائیں۔

کوئی چیز اس کائنات میں ایسی موجود نہیں جو من و عن لفظ وحروف کے اعتبار سے کامل ترتیب وترکیب کے اعتبار سے اسی شکل میں ہو جیسی زبان مصطفیٰ ﷺ سے نکلی تھی۔ سوائے دو چیزوں کے ایک قرآن اور دوسری حدیث کے۔ قرآن کی حفاظت اللہ نے خود کی اور حدیث کا اہتمام اللہ نے حضور ﷺ کے امت کے آئمہ کے ذریعے کروایا۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون ۔اب ہم آقا علیہ السلام کے لب مبارک دیکھ نہیں سکتے، آواز سن نہیں سکتے صحابہ کرامؓ کی طرح مجلس میں بیٹھ نہیں سکتے چہرہ انور تک نہیں سکتے سوائے اس خوش نصیب کے جس کو خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت ہو یا حالت بیداری میں کبھی نصیب ہوجائے یہ تو اقل چیزیں ہیں مگر کتنی خوش نصیب ہے امت محمدی کہ قرآن کو جس طرح حضور ﷺ نے پڑھا اسی شکل میں ان کے پاس موجود ہے۔ جب پڑھتے ہیں الم ذلک الکتاب لاریب فیہ۔ اسی ترکیب و ترتیب سے پڑھتے ہیں جس طرح حضور ﷺ نے پڑھا تھا۔ قرآن پڑھ کر حضور ﷺ کے پڑھے ہوئے کی نقل کرتے ہیں۔

اولیاء اللہ جیسا اعمال صالح میں کمر بستہ کوئی نہ تھا۔ اولیاء اللہ اطاعت، تقویٰ اور نیکیوں میں سب سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ یہی تو شعار اولیاء تھا۔ یہ عمل ان کی زندگی میں تھے مگر ان چیزوں نے انھیں ابدال، قطب وغوث نہیں بنایا بلکہ یہ اعمال مددگار ہوئے۔ تین چیزیں غوث، قطب ابدال میں ایسی تھیں جنھوں نے انھیں بلند رتبوں پر پہنچایا۔

۱۔سخی نفوس:

ان نے نفوس سخی تھے۔نفس میں کسی کے لیے کدورت نہ تھی۔ اگر نہ ملا تب بھی غم نہیں کرتے تھے بھوک وفقر وفاقہ آگیا تب بھی پریشان نہیں ہوتے تھے۔

۲۔سلامت صدور:

دوسری چیز سلامت صدر ان کے دلوں میں کبر نہیں آتا تھا۔ان کے دلوں میں ''میں'' نہیں تھی، کوئی نیچے بیٹھا دیتا تو دل تنگ نہ ہوتا، کوئی اوپر بٹھا دیتا تو دل خوش نہ ہوتا، کوئی ادب کرتا تو دل پھولتا نہ تھا۔ کوئی بے ادبی وگستاخی کرتا تو دل غمگین نہ ہوتا ان کے دل اتنے وسیع ہوتے تھے کہ وہ کسی کے عمل کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ دلوں کی سلامتی تھی۔ دنیا کے حال ان کے دلوں کو متغیر نہیں کرتے تھے۔ اس لیے ان کے دلوں کی

سلامتی اللہ کے تعلق میں تھی۔ دنیا کے تعلق میں نہ تھی۔

۳۔ نصحل الامۃ:

تیسری بات نصحل الامۃ وہ ہمیشہ امت کے لیے سراپا نصیحت رہتے۔ امت کو ہمیشہ خیر کی دعوت دیتے۔ تحریک منہاج القرآن کے کارکنوں کو جو خدمت دین کی ذمہ داری سپرد کی گئی ہے۔ یہ نصحل الامۃ ہے۔ حضور علیہ السلام کے دین کے فروغ کے لیے حضور ﷺ کے دین کی اقامت کے لیے، حضور کے دین کے استحکام کے لیے، حضور کی امت کی بہتری کے لیے ان سفر کرنا، تکلیف اٹھانا، بھاگ دوڑ کرنا، دین کی خدمت کا جذبہ لے کر مارا مارا پھرنا، عمر بھر کے نوافل سے بہتر ہے اور روزوں سے بہتر ہے۔

حضرت ابن فضیل عیاض یہ بتانا چاہ رہے ہیں یہ جو ولائیتیں ملتیں ہزار ہا نفل اور نمازیں پڑھیں لیکن ان نفلوں نے ہمیں قطبیت تک نہیں پہنچایا کہ رب خود خوش ہوجائے کہ پوچھے بندے کیا حال ہے؟ ہم قطبیت کے درجے تک اس لیے پہنچے کہ ہماری زندگیاں اتنی وفادار ہوگئی تھیں۔ دنیا کچھ کرتی پھرے ہم اس کی نوکری میں لگے رہتے تھے۔

نصحل الامہ یہ سنت انبیاء ہے اس کے لیے انبیاء و رسل آئے۔ امت کی بھلائی کے لیے، امر خیر لے کے لیے تگ و دو کرنا اس کے لیے انبیاء پر ظلم ہوئے لیکن ان کے ماتھوں پر شکن نہیں آئے۔ انبیاء علیہم السلام کو چیرا گیا انھوں نے النصحل الامہ نہیں چھوڑا۔ بعض انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ، پاؤں کاٹے گئے انھوں نے النصحل الامہ نہیں چھوڑا۔

حضرت فضیل فرماتے ہیں: ”جو شخص اپنے بھائیوں کے لیے زبان سے محبت ظاہر کرے۔ صفائے قلب اور مودت ظاہر کرے مگر دل میں ان کے لیے بغض عداوت وعناد چھپا رکھا ہو۔ اللہ اس پر لعنت بھیجتا ہے۔ اس کو بہرہ گونگا اور اندھا کر دیتا ہے۔ اس کی بصیرت چھین لیتا ہے۔“

سلامت صدر یہ ہے کہ ظاہر و باطن بھی ایک ہو۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم ظاہر میں متقی بنتے ہیں۔ ظاہر میں دین کے خادم اور ظاہر میں اہل آخرت بنتے ہیں اور باطن میں طالب دنیا ہوتے ہیں۔ باطن میں حریص دنیا ہوتے ہیں۔ اس پر حضرت فضیل ابن عیاضؒ نے فرمایا:

”سارا شر گھر کے اندر رکھا گیا ہے۔ ساری خیر وہ بھی گھر کے اندر رکھی گئی ہے۔“

شر کی چابی دنیا کی رغبت کا نام ہے۔ گھر سے طلب اٹھتی ہے۔ اس رشتہ دار کو دیکھا کہ اس کا رہن سہن ایسا ہے۔ فساد ڈالا ہمارا رہن سہن بھی ایسا ہو۔ اس کے گھر میں فراوانی دیکھی گھر میں فساد ہوا ہمارے گھر میں بھی فراوانی ہو۔ ہمارے ہاں بھی وسائل ہوں ایسا فرنیچر ہو ایسا گھر ہو ایسی گاڑی ہو۔ فرمایا خیر کا چشمہ بھی گھر سے پھوٹتا ہے۔ شر کا چشمہ بھی گھر سے پھوٹتا ہے۔

اور خیر کی چابی دنیا سے بے نیازی ہے۔ خیر کی چابی دنیا کا زہد ہے۔ شر کی چابی دنیا کی رغبت وحرص ہے۔ اگر اپنی زندگی میں حرص دنیا کے بت پالتے رہیں اور اپنے اوپر جو لباس چاہے اوڑھ لیں۔ اس کا مطلب ہے ہمارے اندر شر ہے۔ لہذا کوئی عبادت نور پیدا نہیں کرے گی۔

پس اپنے احوال کو بدلنے کی ضرورت ہے تاکہ اعمال کام آسکیں۔ احوال اور اندر کا حال بدلنے کی ضرورت ہے تاکہ اعمال اور قال کام آسکیں۔ باطن کو بدلنا ہے تاکہ ظاہر قبول ہوسکے۔ جس کا باطن اچھا نہیں ہے کسی کا ظاہر مقبول نہیں ہوتا بلکہ اس سے دل سخت ہوجاتا ہے پھر دل تاریک ہوجاتا ہے۔ جب دل میں کثافت آجاتی ہے تو وہ پتھر کی طرح سخت ہوجاتا ہے۔ ایمان کا نور سلب ہوجاتا ہے۔ معرفت ختم ہوجاتی ہے۔ اس پر نصیحت اثر نہیں کرتی۔ اللہ کا ذکر اثر نہیں کرتا۔ اس کی محبت نہیں ڈالی جاتی۔

تین چیزوں سے دل سخت ہوجاتی ہے۔ پوچھا گیا کون سی فرمایا کثرت الکل، کثرت النوم، کثرت الکلام۔ زیادہ کھانا، زیادہ سونا اور زیادہ بولنا۔ زیادہ کھانے سے دل سخت ہوجاتے ہیں تاریک ہوجاتے ہیں کثرت نوم اس سے دل تاریک ہوتا ہے۔ فضول و لغو گفتگو زیادہ کرنا۔ گفتگو میں دین، وعظ، سنت اور تربیت کی گفتگو شامل نہیں وہ عبادت وسنت ہے۔

☆☆☆☆☆

الفاظ کی سحر انگیزی۔۔۔علمی و ادبی معارف

قرآن مجید سب سے پہلے لوحِ محفوظ کی زینت بنا

کلام اللہ کے سب حروف خالقِ عظیم کی صفاتی شان کے حامل ہیں

ازقلم: محمد شفقت اللہ قادری

حرف کی جمع حروف، حروف کا مجموعہ لفظ اور لفظ کی جمع الفاظ کہلاتے ہیں۔ جب الفاظ دیگر الفاظ کے ساتھ چلتے ہیں تو فقرہ معرض وجود میں آتا ہے اور فقرات کا اجتماع عبارت کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ کسی بھی نقطۂ نظر کے اظہار کے لیے عبارت ایک اہم ذریعہ ہے۔ لوح محفوظ کی تخلیق سے بھی پہلے حروف تخلیق ہوئے۔ لوح محفوظ آٹھ حروف تہجی کا مجموعہ ہے جو حکم کُن سے معرض وجود میں آیا۔ قرآن مجید ہی سب سے پہلے لوح محفوظ کی زینت بنا، اس کے حروف کی کل تعداد تین لاکھ تئیس ہزار سات سو ساٹھ (3,23,7,60) ہے اور الفاظ کی تعداد چھیاسی ہزار چار سوتیس (86430) ہے۔ الفاظ کا مجموعہ کلام آیات قرآنی ہیں، ان کی مجموعی طور پر کل تعداد چھ ہزار دو سو اڑتیس (6238) اور کل نقاط کی تعداد ایک لاکھ پانچ ہزار چھ سو چوراسی (1,05684) ہے۔

قرآن مجید عظیم ترین الوہی کلام:

قرآن مجید سے بڑھ کر روئے کائنات پر کوئی معتبر اور عظیم کتاب موجود نہیں۔ یہ وہ کلام الٰہی ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا پڑھا ہوا ہے۔ اس میں شامل سب حروف اور الفاظ خالق کائنات کی صفاتی شان کے حامل ہیں اور لافانی ہیں۔ حکم قرآنی ملاحظہ ہو:

اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ۔ (الحاقۃ، ۶۹:۴۰، التکویر، ۸۱:۱۹)

”بے شک یہ (قرآن) بزرگی و عظمت والے رسول (ﷺ) کا (منزّل من اللہ) فرمان ہے، (جسے وہ رسالتاً اور نیابتاً بیان فرماتے ہیں)۔“

حروف اور الفاظ قرآن مجید کی بنیاد اور اساس ہیں۔ یہی حروف اور الفاظِ حکم یزدانی کے اشارے سے پوری کائنات کے نصاب حیات و ممات کی منبع و سرچشمہ ”کتاب مبین“ کی زینت بنے یوں قرآن مجید منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوا۔ قیامت تک معارف قرآنی کے سوتے پھوٹتے رہیں گے۔ بلاشبہ حروف و الفاظ کی تخلیق کے بغیر یہ کائنات بے مقصد، بے رنگ اور بے نور ہوتی، الفاظ کی تخلیق گری نے پوری کائنات رنگ و بو کو لفظوں کی سحر انگیزی سے محو وجد کردیا ہے۔ وگرنہ قیامت تک کوئی فلسفہ کوئی منطق اور نقطہ نظر معرض وجود میں نہ آتا۔ آیات قرآنی جگہ جگہ ارض و سماوات کی تخلیق اور عالم ہائے ہفت کی تشکیل پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتی نظر آتی ہیں جیسا کہ فرمایا گیا۔

اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ . (آل عمران، ۳:۱۹۰)

کائنات کے تخلیقی ارتقاء اور مختلف مراحل اور مدارج کا ذکر کرتے ہوئے خالق ارض سماوات نے فرمایا:

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ‌ ۚ يُكَوِّرُ الَّيۡلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيۡلِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ‌ ؕ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى. (الزمر، ۳۹:۵)

''اُس نے آسمانوں اور زمین کو صحیح تدبیر کے ساتھ پیدا فرمایا۔ وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو (ایک نظام میں) مسخر کر رکھا ہے ہر ایک (ستارہ اور سیّارہ) مقرّر وقت کی حد تک (اپنے مدار میں) چلتا ہے۔''

اسی طرح قرآن مجید کا حکم اور امر، عقل دانش انسانی سے بالا تر رہتا اگر تخلیق و امر کائنات کی دلالت کے سربستہ راز الفاظ قرآنی کی شکل میں منکشف نہ کیے جاتے۔ خالق کائنات کس شان بے نیازی سے ماضی حال اور مستقبل پر محیط اپنے علم کا اظہار فرماتا ہے۔ درج ذیل آیت کریمہ میں ملاحظہ کریں۔

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيۡهِمۡ بِعِلۡمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيۡنَ۔

''پھر ہم ان پر (اپنے) علم سے (ان کے سب) حالات بیان کریں گے اور ہم (کہیں) غائب نہ تھے (کہ انہیں دیکھتے نہ ہوں)۔'' (الاعراف،۷:۷)

حکم کن فیکون سے کائنات ارض و سماوات کا معرض وجود میں آنا مافوق العقل ہی رہتا۔ اگر نطقِ نبوی ﷺ سے الوہی حکام و معارف قرآن مجید کی شکل میں ظاہر نہ ہوتا۔ اس ضمن میں تخلیق کائنات کا اسلوب قرآنی ملاحظہ ہو:

سُبۡحٰنَ الَّذِيۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَمِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَمِمَّا لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔ (یٰسین،۳۶:۳۶)

''پاک ہے وہ ذات جس نے سب چیزوں کے جوڑے پیدا کیے، ان سے (بھی) جنہیں زمین اگاتی ہے اور خود اُن کی جانوں سے بھی اور (مزید) ان چیزوں سے بھی جنہیں وہ نہیں جانتے۔''

لفظ کُن کی کارفرمایاں:

لفظ کن خالق عظیم کا ارادہ ہے اور فیکون اس کے ارادے کی تکمیل ہے۔ اسی طرح جب خالق ارض و سماوات حشر بپا کرنا چاہے گا تو فرمائے گا:

وَيَوۡمَ يَقُوۡلُ كُنۡ فَيَكُوۡنُ۔ (الانعام،۶:۷۳)

''اور جس دن وہ فرمائے گا ہو جا تو وہ (روزِ محشر بپا) ہو جائے گا۔''

چنانچہ عقل و دانش کو پہچان بخشنے والے یہ حروف اور الفاظ ہی ہیں، بصورت دیگر فہم و فراست کے یہ تانے بانے اور بڑے بڑے نکتہ دانوں کی لَن ترانیاں بھی نہ ہوتیں۔ الغرض تخلیق کائنات کی ابتدا اور کائنات کی انتہا خالق عظیم کے تخلیق کردہ دو الفاظ ہی ہیں یعنی کہ کن فیکون کن رب عظیم کا ارادہ ہے اور فیکون اس کے ارادے کی تکمیل ہے۔ ایک آیت ربانی ایسی ہے جو چار لفظوں پر مشتمل ہے جس کے اندر دونوں جہانوں کی رعنائیاں پنہاں ہیں آیت کریمہ ملاحظہ ہو:

اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔ (النور،۲۴:۳۵)

''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔''

حدیث قدسی ہے کہ ''میں ایک مخفی (چھپا ہوا) خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں ظاہر ہوگیا۔ پھر خالق کا تخلیق لفظ آسمان ہے جو نور خدا کے فیض اور پَرتو سے تخلیق ہوا۔ اس ظہور کی ایک شکل یہ عالم ناسوت ہے۔ یہ ارض و سماوات سب اس کی شان کا مظہر ہیں۔ سماوی کائنات جو اربوں اور کھربوں کہکشاؤں، سیاروں، ستاروں پر مشتمل ہے اور ہر ایک اپنے اپنے محور پر محو گردش ہے۔ کرہ ارضی کی پہچان دشوار ہوجاتی یہ اپنی فوقیت و اہمیت سے عاری رہتی۔

زمین کی تخلیق نہ ہوتی تو موت کے بعد ابن آدم کے بے گور و کفن اجسام خاکی اپنی آخری آرام گاہ اور مسکن کی تلاش میں رہتے۔ یہ زمین ہی تو ہے جو اربوں کھربوں اجسام خاکی کی امانت دار اور پناہ گاہ ہے۔ سماوی کائنات سے اوپر عالم نور ہے۔ نور سے مراد حقیقتِ الوہیت اور وجود خدا ہے۔ یہ نور خدا ہی تھا کہ جس کے فیض اور پَرتو سے روح محمد ﷺ وجود پذیر ہوئی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث نور محمدی کی تخلیق بعنوان ''خلقی وحدت کی تقسیم اور نور محمد ﷺ'' بر تصنیف انسان اور کائنات کی تخلیق و ارتقاء، صفحہ نمبر ۸۷ پر ایک دلچسپ علمی اور نورانی نکتہ بیان فرماتے ہیں:

جس طرح ہم ساری اور طبیعی کائنات کی تخلیق میں رتق اور رفتق کے عمل میں ایک خلقی وحدت کی تقسیم اور تفریق کے نظام کو دیکھتے ہیں، اسی طرح یہ اصول ہمیں اس سے پہلے غیر مادی کائنات کی تخلیق اور اصل ابتداخلق میں بھی کارفرما نظر آتا ہے۔ جب لوح قلم، عرش وکرسی اور ملائکہ وغیرہ کی تخلیق عمل میں آئی، تب بھی ان سب کو ایک ہی نورانی وحدت سے تعبیر کیا گیا۔ اس نورانی وحدت کا نام نور محمدیﷺ تھا۔ رسول اکرمﷺ نے فرمایا: اے جابرؓ! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا یعنی کہ اپنے نور کے فیض اور پرَتو سے حضور انور کی روح معرض تخلیق میں آئی۔ لفظوں کی اہمیت کے حوالے سے آیت مذکورہ بالا کے چار الفاظ چار عظیم تخلیقات سے عبارت ہیں اور انہیں چار الفاظ کی سحر انگیزی پوری کائنات کے نظام پر غالب ہے۔ عالم مخفی سے آشکار ہونے کے بعد خالق کائنات نے جو روح اقدس اپنے نور کے پرَتو اور فیض سے تخلیق کی وہ چار حرفی لفظ محمدﷺ ہے جن کو محبوب خدا تعالیٰ ٹھہرایا گیا۔ جو شب معراج عرش معلیٰ پر مقام قاب قوسین او ادنیٰ کے مکیں ہوئے۔ لفظ اللہ اور لفظ محمدﷺ سے معتبر بابرکت حرمت آفریں اور حامل توقیر لفظ تخلیق نہیں ہوا اور نہ ہی ہوگا، دونوں عظیم الفاظ دونوں جہانوں اور چودہ طبقات ارض وسماوات پر محیط ہیں۔ جب خالق کائنات کسی ادیب انشا پرداز، مصنف، خطیب، خوش الحان اور خوش گلو پر اپنی بے پایاں عنایات اور عطاؤں کا نزول فرماتے ہیں تو بارگاہ ایزدی سے ان کے قلوب و اذہان پر نکات کے سُچے موتی نور بن کر بارش کی طرح اترتے ہیں اور روح کی اندھیر، ویران بستی کو ضیائے نور سے روشن کردیتے ہیں۔ اسی طرح جب کوئی خطیب، ادیب، انشا پرداز، اپنے شعر وسخن وری، انشا پردازی اور فن خطابت سے عشق کرنے لگتا ہے تو تعشق قلبی کے باعث لوح محفوظ سے باوضو الفاظ ہاتھ باندھے قطار اندر قطار عقل وخرد کی وادی میں الہام کی طرح ہیں۔ اس عمل کو عطائے عشق کہتے ہیں۔

توفیق ایزدی سے خیالات احاطہ تحریر میں آتے ہیں۔

اسم محمد کا ہر حرف بامعنی ہے اگر م ہٹا دیا جائے تو حمد رہ جاتا ہے جس کا معنی ہے تعریف و توصیف، اگر ح کو مزید کم کردیا جائے تو مدد رہ جاتا ہے جس کا معنی ہے مدد کرنے والا۔ اگر اس کا ابتدائی حرف کم کردیا جاے تو باقی مدرہ جائے گا جس کا مفہوم ہے بلند یہ حضورﷺ کی عظمت ورفعت کی جانب اشارہ ہے

اگر ادیب، مصنف، شاعر، قلمکار، خطیب اپنی سوچوں کو پردۂ عقل و خرد اور صفحہ قرطاس پر بکھیرنے سے پہلے باوضو ہوکر لوح محفوظ سے خالق ارض وسماوات کی مدد طلب کرے تو الفاظ تخلیق وجستجو کی پالکی میں سوار ہوکر درِ طالب پر دستک دیتے ہیں۔ یہ امر الٰہی لکھاری کے احاطہ خیال سے بھی باہر ہے۔ اسی امر الٰہی کا قرآنی اسلوب درج ذیل ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت بھی ہے۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ. وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ. وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ. یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ. (طٰہٰ،۲۰:۲۵۔ ۲۸)

”(موسیٰ علیہ السلام نے) عرض کیا: اے میرے رب! میرے لیے میرا سینہ کشادہ فرما دے۔ اور میرا کارِ (رسالت) میرے لیے آسان فرما دے۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔ کہ لوگ میری بات (آسانی سے) سمجھ سکیں۔“

یہ جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طلب مدد الٰہی کا قرآنی اسلوب ہماری کامیابیوں اور کامرانیوں کے لیے صراط ہدایت بھی ہے اور ہر مصنف، ادیب قلمکار اور شاعر کے لیے نسخہ کیمیا بھی۔ وادی تخیلات میں موجود لاکھوں، کروڑوں الفاظ قرآن عظیم کے اندر مقید عربی کے 3,23760 حروف اور 86,4,30 (چھیاسی ہزار چار سوتیں) الفاظ کے تابع اور مرہون منت ہیں جو عطائے لوح محفوظ ہیں۔ یہ لفظ

لامحدود معنوی اہمیت اور فیوضاتی کرشمہ گری کا حامل ہے۔ کائنات میں کوئی فلسفۂ منطق اور نقطۂ نظر معرض وجود میں ہرگز ہرگز نہ آتا اگر الھوی عطائے لفظی کا قرآنی اسلوب حضور اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے قلب انور پر نازل نہ ہوتا۔

حضرت آدم اور کلمات توبہ:

خالق عظیم نے تخلیق آدم کے بعد انہیں تمام اشیا کے اسماء سکھائے جو حروف اور الفاظ سے ہی ترتیب دیئے گئے تھے۔ جب حکمت ایزدی کے تحت حکم عدولی کے باعث حضرت آدم علیہ السلام نے جنت سے نکلتے وقت خالق عظیم سے خطا کی معافی چاہی تو رب تعالیٰ نے حضرت آدم کے قلب پر دعائے توبہ القا کردی۔ عربی الفاظ کا مجموعہ دعائے آدم یہ تھی:

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (الاعراف، ۷: ۲۳)

”اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ اور اگر تو نے ہم کو نہ بخشا اور ہم پر رحم (نہ) فرمایا تو ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“

جب حضرت سلیمان ؑ نے تخت بلقیس حاضر خدمت کرنے کا حکم فرمایا تو آپ کے ایک امتی آصف بن برخیا نے کہا کہ میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس آپ کی خدمت میں پیش کردوں گا اور ایسا ہی ہوا۔ آصف بن برخیا نے جو اسم اعظم پڑھا وہ عربی حروف و الفاظ کا مجموعہ تھا۔ اسی طرح جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر خالق عظیم سے درخواست جلوہ حق تعالیٰ کی تھی تو اس کے الفاظ تھے۔ رب ارنی (الٰہی مجھے اپنا جلوہ دکھا) اور خالق عرش عظیم نے جن الفاظ میں جواب دیا وہ تھے (لن ترانی) (موسیٰ تو مجھے نہ دیکھ سکے گا)

تاریخ قرآنی کا اہم عظیم اور معروف واقعہ وہ ہے جب رب عظیم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۔ (البقرہ، ۲: ۳۴)

”آدمؑ کو سجدہ کرو۔“

تو سب نے سجدہ آدمؑ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار اور تکبر کیا۔ یہ سب قرآنی الفاظ حضرت آدم کے شرف کو بیان کرتے ہیں۔

پھر اسی تناظر میں جائزہ لیں تو حلال اور حرام کے الفاظ بھی خصوصی اہمیت کے حامل ہیں اور معاشرتِ اسلامی میں ان کی اہمیت مسلم ہے۔ ان پر اسلامی معاشرے کی تہذیبی ثقافتی روایت کا دارو مدار ہے۔ اوامر و نواہی کا مطلب ناجائز کی ممانعت کے احکامات الٰہی ہیں اور حلال امور کے احکام کو امر بالمعروف کہتے ہیں۔

اسی طرح دو الفاظ ایسے ہیں جو حیات وممات یعنی زندگی اور موت سے تعبیر ہیں۔ دونوں خالق کائنات کے تابع اور دسترس قدرت الٰہیہ میں ہیں اور لفظ قبر بھی موت کے نتیجہ میں الاٹ کیے گئے قطع اراضی کا نام ہے جو برزخ اور ابدی زندگی کا باب حقیقت ہے۔

اس طرح تین حرفی لفظ قتل بھی خصوصی اہمیت کا حامل اور معاشرتی برائی کا آئینہ دار لفظ ہے جس کے عمل پذیر ہونے سے پوری انسانیت کا قتل گردانا جاتا ہے۔ انسانیت کا پہلا قتل قابیلِ نے اپنے بھائی ہابیل علیہ السلام کا کیا تھا پھر تین حرفی لفظ جنت اور چار حرفی لفظ جہنم سے جو مسلمان کی پوری زندگی پر محیط ہیں انسان کو اعمال صالحہ کے نتیجہ میں جنت اور اعمال بد کے نتیجہ میں جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اعمال صالح والوں کے لیے نیکی کے بدلے میں جنت کی بابت قرآن کہتا ہے:

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ (البقرہ، ۲: ۲۵)

”اور (اے حبیب!) آپ ان لوگوں کو خوشخبری سنا دیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان کے لیے (بہشت کے) باغات ہیں“۔

اور اعمال بد کرنے والوں کے لیے خاص حکم خداوندی ہے اور جہنم کے عذاب الشدید کی وعید ہے۔ وہ جہنم جس کے سات دروازے ہیں اور جہنمیوں کے الگ الگ گروہ ہر دروازے سے داخل ہوں گے۔ جہنمیوں کے لیے حکم الٰہی ہے:

اِنَّہٗ مَنۡ یَّاۡتِ رَبَّہٗ مُجۡرِمًا فَاِنَّ لَہٗ جَھَنَّمَ ؕ لَا یَمُوۡتُ فِیۡھَا وَلَا یَحۡیٰی۔ (طٰہٰ،۲۰:۷۴)

’’بے شک جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم بن کر آئے گا تو بے شک اس کے لیے جہنم ہے، (اور وہ ایسا عذاب ہے کہ) نہ وہ اس میں مر سکے گا اور نہ ہی زندہ رہے گا۔‘‘

معارف اسم اللہ:

لفظ ’’اللہ‘‘ پوری مخلوقات کے لیے اسم اعظم ہے لفظ اللہ کا ایک ایک حرف اپنی لامحدود شان وسعت پذیری کے ساتھ دو عالم میں جلوہ گر ہے۔ اسے اسم ذات بھی کہتے ہیں اور اس لیے کہ یہ اسم ذات باری پر دلالت کرتا ہے جس کی کئی حکمتیں ہیں۔ اس میں سے ایک ترکیب لفظی میں پنہاں ہے۔ اس لفظ سے کوئی حرف بھی حذف کردیا جائے تب بھی بقیہ حروف ذات باری تعالیٰ کی نشان دہی کے لیے اپنا معنی برقرار رکھتے ہیں۔ مثلاً اللہ کا پہلا حرف حذف کردیں تو للہ باقی رہ جائے گا جس کا معنی ہے اللہ کے لیے اگر دوسرا حرف لام حذف کردیں اور پہلا بحال رکھیں تو الہ باقی رہ جائے گا جس کا معنی ہے معبود اگر پہلے دونوں حروف حذف کردیں تو لہ رہ جائے گا جس کا معنی ہے اس کے لیے اور اگر پہلے تینوں حروف حذف کرلیے جائیں تو ہ باقی رہ جاتا ہے یہاں وہ پھر اسی کی ذات کی نشان دہی کرتا ہے۔ یہاں (ھ، وہ) بطور جز استعمال ہوتا ہے۔ گویا اللہ ایک ایسا لفظ ہے جس کا ہر حرف جزو کے اعتبار سے ذات حق پر معنوی دلالت کرتا ہے۔

معارف اسم محمد ﷺ:

لفظ محمد ﷺ میں حروف تہجی کی سحر انگیزی کے باعث چار حرفی لفظ محمد ﷺ نے دو عالم کو اپنی شان رسالت محمدی میں چھپا رکھا ہے۔ الفاظ حروف کا مجموعہ ہوتے ہیں اگر ان میں سے کسی حرف کو حذف کردیا جائے تو بقیہ حروف اپنے معنی کھو دیتے ہیں۔ لیکن اس کلیے سے اسم اللہ اور اسم محمد مستثنیٰ ہیں۔ اسم اللہ کا ذکر پہلے ہو چکا۔ اسم محمد کا ہر حرف بامعنی ہے اگر م ہٹا دیا جائے تو حمد رہ جاتا ہے جس کا معنی ہے تعریف و توصیف، اگر ح کو مزید کم کردیا جائے تو مد رہ جاتا ہے جس کا معنی ہے مدد کرنے والا۔ اگر اس کا ابتدائی حرف کم کردیا جائے تو باقی مد رہ جائے گا جس کا مفہوم ہے بلند یہ حضور ﷺ کی عظمت و رفعت کی جانب اشارہ ہے۔

تکریم لفظی ملاحظہ کریں جس سے الفاظ کی فوقیت اجاگر ہوتی ہے جو رب کائنات کے حضور خاص اہمیت وقبولیت کا مقام رکھتے ہیں جیسا کہ خالق عظیم نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پوری تریسٹھ سالہ زندگی مبارک کی قسم کھائی۔

لَعَمۡرُکَ اِنَّھُمۡ لَفِیۡ سَکۡرَتِھِمۡ یَعۡمَھُوۡنَ۔

’’(اے حبیبِ مکرّم!) آپ کی عمرِ مبارک کی قسم، بے شک یہ لوگ (بھی قومِ لوط کی طرح) اپنی بدمستی میں سرگرداں پھر رہے ہیں۔‘‘ (الحجر،۱۵:۷۲)

پھر رب کعبہ نے قلم اور اہل قلم کی قسم کھائی اور معظم کردیا۔

نٓ وَالۡقَلَمِ وَمَا یَسۡطُرُوۡنَ۔ (القلم،۶۸:۱)

’’نون (حقیقی معنی اللہ اور رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں) قلم کی قسم اور اُس (مضمون) کی قسم جو (فرشتے) لکھتے ہیں۔‘‘

اسی طرح جب قرآن مقدس معظم لوح محفوظ سے بیت العزت اور پھر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے قلب اطہر پر نازل فرمایا تو اس عظیم الشان کتاب المبین کی قسم کھائی جو حقیقتاً کلام اللہ ہے۔

وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ۔ (یٰسین،۳۶:۲)

’’حکمت سے معمور قرآن کی قَسم۔‘‘

اسی طرح رب العزت نے لفظ قیامت تخلیق کیا قسم کھائی۔

لَاۤ اُقۡسِمُ بِیَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ۔ (القیامۃ،۷۵:۱)

’’میں قسم کھاتا ہوں روزِ قیامت کی۔‘‘

اسی طرح خالق عظیم رب جلیل نے رات تخلیق کی تو قسم کھائی:

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى۔ (اللیل،۹۲:۱)

''رات کی قَسم جب وہ چھا جائے (اور ہر چیز کو اپنی تاریکی میں چھپا لے)۔''

ربِ عظیم نے دن تخلیق کیا تو قسم کھائی اور فرمایا:

وَ النَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى۔ (اللیل،۹۲:۲)

''اور دن کی قَسم جب وہ چمک اٹھے۔''

پھر ربِ عظیم نے اپنی تخلیق نوری فرشتوں کی قسم

انسانوں کی طرح الفاظ بھی اچھی اور بری یادیں چھوڑتے ہیں۔ اچھے اور خوبصورت انسان سحر انگیزی کا قرینہ رکھتے ہیں اور خوبصورت لفظ بھی میٹھے بول کا جادو رکھتے ہیں۔ خوبصورت اور اچھے الفاظ انسان کی توقیر وتکریم اور رفعت کا باعث ہوا کرتے ہیں

اٹھائی پھر خالق ارض سماوات نے لفظ ہواؤں کی قسم کھائی جب خالقِ عظیم نے آسمان و زمین تخلیق کیے اور ان کی قسم کھائی:

وَ السَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا. وَ الْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا.

''اور آسمان کی قَسم اور اس (قوت) کی قَسم جس نے اسے (اذنِ الٰہی سے ایک وسیع کائنات کی شکل میں) تعمیر کیا۔ اور زمین کی قَسم اور اس (قوت) کی قَسم جو اسے (امرِ الٰہی سے سورج سے کھینچ دور) لے گئی۔'' (الشّمس،۹۱:۵،۶)

اسی طرح رب کائنات نے لفظ سورج اور لفظ چاند کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا:

وَ الشَّمْسِ وَضُحٰهَا. وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا.

''سورج کی قَسم اور اس کی روشنی کی قَسم۔ اور چاند کی قَسم جب وہ سورج کی پیروی کرے (یعنی اس کی روشنی سے چمکے)۔'' (الشّمس،۹۱:۱،۲)

جب خالقِ عظیم نے انسان تخلیق کیا تو لفظ انسان کی قسم کھائی اور اسے توازن کے ساتھ پیدا کرنے والے کی قسم کھائی:

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا۔ (الشّمس،۹۱:۷)

''اور انسانی جان کی قَسم اور اسے ہمہ پہلو توازن و درستگی دینے والے کی قَسم۔''

اسی طرح خالق کائنات کے اسمائے حسنٰی ننانوے اور محبوب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کے (ننانوے) توصیفی اسمائے گرامی خصوصیات الٰہیہ اور خصوصیات محمدیہ کے آئینہ دار ہیں اور اسم اعظم کے متلاشی انہی اسمائے گرامی میں سے اسم اعظم تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ دیکھا جائے تو ہر شان الٰہی اور شان محمدی اسم اعظم ہے تاہم کائنات کا اسم اعظم لفظ اللہ ہے۔ روئے کائنات ننانوے اسمائے الٰہی اور ننانوے اسمائے محمدیہ الفاظ کی دنیا کے حاکم الفاظ ہیں۔ اسی طرح لفظ عشق محبت کی معراج ہے۔ عشق خالقِ عظیم کی فطرت الوہی ہے اور لفظ عشق کی وجہ تسمیہ محبوب کبریا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے۔

لفظ کا لغوی مفہوم:

یہ درست ہے کہ چند حروف تہجی کے باہمی انضمام سے لفظ معرض وجود میں آتے ہیں اور چند حروف کا باہمی مجموعہ لفظ کہلاتا ہے اور الفاظ کو سوچ کی مالا میں پرونے سے جملے تشکیل پاتے ہیں۔ جملوں کا تسلسل کسی عنوان کی تکمیل کا باعث بنتا ہے۔ آئمہ کرام لغت کے نزدیک منہ سے نکلا ہوا ایک کلمہ لفظ کہلاتا ہے۔

لفظ کا تشریحی مفہوم:

لفظوں کے موتی سوچ کی مالا میں پرونے والا شاعر، دانشور اور ادیب کہلاتا ہے اور لفظوں کے موتی سماعتوں میں پرونے والا محقق اور خطیب کہلاتا ہے۔ کسی محقق، خطیب اور دانشور ادیب کے لفظوں کو موقع محل کے مطابق قرینے اور سلیقے سے استعمال کرنے کو نطق کی سحر انگیزی کہتے ہیں۔

لفظوں کی سحر انگیزی اور ہمکلامی:

لفظوں اور انسانوں میں بہت سی اقدار مشترک ہوتی ہیں جیسا کہ انسانوں کی طرح الفاظ بھی سانس لیتے ہیں

مگر ہمیں سنائی نہیں دیتا۔ اسی طرح انسانوں کی رگوں میں زندگی لہو بن کر دوڑتی ہے اور الفاظ کی رگوں میں تخیل، فکر، سوچ اور مقصد حرارت آفریں، زندگی بخش خون کی طرح جوش مارتا ہے۔ اسی طرح انسان بولتے ہیں اور لفظ بھی گفتگو اور ہمکلامی کرتے ہیں۔لفظوں کی زبان دانشور ادیب اور محقق سمجھتے ہیں۔ انسانوں کی طرح لفظوں کی بھی پیدائش ہوتی ہے۔ انسانوں کی فطری ارتقاء پذیری شکم مادر میں ہوتی ہے اور لفظوں کا تخلیقی ارتقائی سفر دانشوروں کی عقل و دانش میں طے ہوتا ہے۔ انسانوں کی طرح لفظوں کی بھی ایک دلفریب دنیا ہوا کرتی ہے اور انسانوں کی طرح لفظوں کے بھی قبیلے اور نسلیں ہوتی ہیں۔ الفاظ بھی انسانوں کی طرح رشتے ناطے رکھتے ہیں فرق اتنا ہے کہ ہمیں محسوس کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح انسانوں کی طرح لفظ بھی ظالم اور بے رحم ہوتے ہیں اور انسانوں کی طرح لفظ بھی شفیق اور مہربان ہوتے ہیں اور انسانوں کی طرح لفظ بھی بے مروت اور بے وفا ہوتے ہیں۔ اسی طرح لفظوں کا فریب بھی ایک خاص سحر انگیزی طاری کردیتا ہے۔ لاکھوں حسین چہرے لفظی فریب کی زد میں آ کر اپنی خواہشات کی ناؤ تلاطم خیز بپھری لہروں کے بے رحم تھپیڑوں کے سپرد کردیتے ہیں اور پھر ایک قاتل بھنور خاموشی سے سمندر کی تہہ میں ہزاروں پُرتمکنت چہرے اتار دیتی ہے اور قصہ پارینہ ہوجاتے ہیں۔ یاد رہے کہ لفظوں پر لطافت محبت کی پالش چڑھائی جائے تو سونا بن جاتے ہیں اور اگر لفظوں پر نفرت اور تلخ لہجے کی پالش چڑھائی جائے تو پیتل بن جاتے ہیں اور زہر اگلنے لگتے ہیں۔

ضرب لہجوں کی مار دیتی ہے شفقت
صاحب لفظ کوئی بھی برا نہیں ہوتا

انسانوں کی طرح الفاظ سفاک اور قاتل بھی ہوتے ہیں۔ انسانوں کی طرح لفظ بھی گرتے ہوئے بے سہارہ لوگوں کو سہارا دیتے ہیں اور ڈھارس بندھاتے ہیں۔ انسانوں کی طرح الفاظ بھی اچھی اور بری یادیں چھوڑتے ہیں۔ اچھے اور خوبصورت انسان سحر انگیزی کا قرینہ رکھتے ہیں اور خوبصورت لفظ بھی میٹھے بول کا جادو رکھتے ہیں۔خوبصورت اور اچھے الفاظ انسان کی توقیر وتکریم اور رفعت کا باعث ہوا کرتے ہیں۔

اسی طرح مغلظ اور فحش الفاظ اسی انسان کو بے توقیری ذلت اور رسوائی کے گڑھے میں ہمیشہ کے لیے دفن کردیتے ہیں۔ انسانوں کی روح نفس ناطقہ کہلاتی ہے اور لفظ کی روح نفیس خیال اور نفیس منشا کہلاتی ہے۔ انسانوں کی طرح لفظوں میں بھی زندگی کی رمق اور چاشنی، نفیس خیال، نفیس مدعا اور نفیس منشا بن کر دوڑتی ہے۔ چند انسانوں کی طرح چند الفاظ بھی جذبات سے لبریز ہوتے ہیں اور انسانوں کی طرح لفظوں کے بھی دل دھڑکتے ہیں۔ اسی طرح جیسے انسانوں کو گھمنڈ وتکبر بے توقیر کردیتا ہے۔ اسی طرح خوبصورت لفظوں کو لہجہ کی کڑواہٹ رسوا اور بے حمیت کردیتی ہے۔

انسان رسوا کب ہوتا ہے کچھ حادثے رسوا کردیتے ہیں
جیسے اچھے لفظوں کو کچھ لہجے رسوا کردیتے ہیں

انسانوں کے منہ سے نکلے ہوئے چند الفاظ پھولوں کی طرح لگتے ہیں اور چند الفاظ گولی کی مانند جسم خاکی سے پار ہوجاتے ہیں اور اتنا گہرا گھاؤ لگاتے ہیں کہ زخم بھرنے میں صدیاں درکار ہوتی ہیں۔ گولی کا گھاؤ مرہم سے بھر جاتا ہے بعض اوقات زبان سے نکلے لفظوں کا زخم کبھی بھی نہیں بھرتا۔ گہری تکلیف کا احساس عمر بھر رہتا ہے۔ انسان کا باقاعدہ آغاز بشری تخلیق آدم علیہ السلام سے ہوا اور روح اول تخلیق آدم سے بھی پہلے تخلیق کی گئی جو مقصد تخلیق کائنات منبع جود وسخا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی روح اقدس تھی۔ خالق نے سب سے پہلے لفظ جو تخلیق کیا وہ اللہ اور دوسرا لفظ آسمانوں پر احمد اور زمین پر لفظ محمد تخلیق ہوا اور پھر جب محمد کریم ﷺ کو اپنا محبوب بنایا تو لفظ عشق تخلیق کیا۔

اللہ کے بعد لوح محفوظ پر جو لفظ کندہ کیا گیا وہ احمد اور محمد ہی تھا۔ انسان جہاں خلیق اور مہذب ہے وہاں ظالم، بے رحم اور سفاک قاتل بھی ہے یعنی کہ ننگ آدمیت ہے۔ اسی طرح انسانوں کی طرح بعض الفاظ بھی ننگ تہذیب ننگ ادب ہوا کرتے ہیں اور مہذب معاشرے میں بعض انسانوں کی طرح

باعث شرم اور باعث ذلت ہوتے ہیں۔ مصنف اور لکھاری کے لیے بے توقیری اور بے وقعتی کا سبب بنتے ہیں۔ معاشرے میں چند زہریلے انسانوں کی طرح چند زہریلے لفظوں کے اژدھا بھی انسانوں کو ڈستے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ تاہم ہمیں احساس نہیں ہوتا۔ یاد رہے کہ زہریلے سانپ کے ڈسنے کا تریاق تو ہوتا ہے اور انسان بروقت علاج کے باعث بچ بھی جاتے ہیں لیکن لفظوں کے اژدھے کا ڈسا کبھی کبھی بعض اوقات پانی بھی نہیں مانگتا اور اندر ہی اندر وادی موت میں چلا جاتا ہے۔

چند مہذب اور نفیس خلیق پُرکشش اور عظیم لوگوں کی طرح الفاظ بھی نفیس پاکیزہ، مطاہر، پرکشش اور مہذب ہوتے ہیں ادیب اور مصنف کے نفیس اور پاکیزہ ذہن کی عکاسی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت خالق کائنات کے حکم سجدہ آدم پر لفظ اقرار نے فرشتوں کو مقبول بارگاہ الوہیت بنادیا اور لفظ انکار نے متکبر ملعون ابلیس کو راندہ درگاہ ایزدی بنادیا۔

اگر انسان معراج پائے تو خالق کائنات اسے اپنا محبوب اور حبیب بنالیتے ہیں اور قاب قوسین کی پالکی میں بٹھا کر ''م'' کے گھونگھٹ میں بے نقاب بے حد و بے حساب دیدار کراتے ہیں۔

جس طرح حضرت انسان کی تخلیق و پیدائش اس کی ماں کے بطن سے ہوتی ہے۔ اسی طرح لفظوں کی تخلیق دانشور، ادیب اور شاعر کے دامن ادراک و جستجو میں ہوتی ہے۔ جی ہاں کبھی کبھار انسانوں کی طرح لفظ بھی بے وقعت اور بے حمیت ہوجاتے ہیں اور حیثیت اور مرتبے سے گر جاتے ہیں تو ان پر موت واقع ہوجاتی ہے۔ بڑی دلچسپ عجیب بات یہ ہے کہ انسانوں کی طرح لفظوں کے بھی حواس خمسہ ہوتے ہیں یعنی کہ قوت لامسہ چھونے کی قوت قوت باصرہ دیکھنے کی قوت، قوت شامہ سونگھنے کی قوت، قوت سامعہ سننے کی قوت، قوت ذائقہ چکھنے کی قوت کیونکہ جب ادیب یا مصنف اپنے قلم کی نوک سے اچھوتے جہاں تخلیق کرتا ہے تو سحر انگیز طلسمی لفظوں کا سہارا لیتا ہے اور پھر لفظ حقیقت کے اتنے قریب ہوتے ہیں کہ ماحول کی وقعت انگیزی کو چھوکر اپنے لمس کا احساس دلاتے ہیں۔ لفظ آنکھیں بن کر ماحول کا نظارہ کرتے ہیں اور اپنی قوت باصرہ کا احساس دلاتے ہیں۔ اسی طرح الفاظ باقاعدہ کان بن جاتے ہیں اور سنتے ہیں جس سے ان کی قوت سامعہ کا پتہ چلتا ہے اور پھر اسی طرح الفاظ ماحول کی کڑواہٹ اور مٹھاس محسوس کرتے ہیں جس سے ان کی قوت ذائقہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ الفاظ ماحول کی چار سو پھیلی خوشبو سونگھتے ہیں جس سے ان کی قوت شامہ اور ذوق شامہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ الغرض حواس خمسہ کا باہمی ملاپ منطقی نقطہ پر پہنچ کر علم کہلاتا ہے۔

انسان راہ حق میں بہتر (72) تن قربان کروا کر اسلام زندہ کرے تو معرکہ کربلا کے خونی الفاظ وجود پذیر ہوتے ہیں اور کربلا معلیٰ میں لفظ خون سے وضو کریں تو لفظ شہادت حسین علیہ السلام وجود پذیر ہوتا ہے۔ خالق کائنات حکم دے تو مقرب فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی بجا لائیں۔ خالق ارض و سماوات اگر لفظوں کو حکم دے تو قرآن میں ہمیشہ کے لیے مقید ہوکر قیامت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹیں اور قرآن کی صورت لوح محفوظ کی زینت بنیں۔ اہل علم لفظوں کے سمندر بہادیتے ہیں اور لغت کے سمندر میں غوطہ زن ہوکر سمندر کی اتھاہ گہرائیوں سے علم و حکمت کے لفظی موتی نکال کر صفحہ قرطاس پر بکھیر دیتے ہیں۔ اسی طرح اہل کشف اپنی کشف المحجوبی کے باعث کروڑوں لفظوں کے سمندر ایک گھونٹ سمجھ کر پی جاتے ہیں۔ تخلیق کائنات اور تخلیق لوح قلم سے بھی پہلے جو پہلا لفظ تخلیق ہوا وہ لفظ ''کُن'' تھا۔

لفظ کُن اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور فیکون خداوند کریم کے ارادے کی تکمیل ہے۔ تخلیق کائنات سے بھی قبل روح اقدس محمد ﷺ تخلیق ہوئی اور لطیف نکتہ یہ ہے کہ تخلیق لفظ کُن ہی وجہ تخلیق روح محمد ﷺ ٹھہری۔ خالق کائنات کے ارادے میں پیکر حسن محمد ﷺ مکمل طور پر موجود تھا، جب لفظ کن تخلیق کیا اور فرمایا کن تو روح محمد ﷺ تخلیق ہوگئی۔

☆☆☆☆☆

ماحولیاتی آلودگی کی وجوہات

آبادی میں اضافہ، آبی ذخائر اور جنگلات میں مسلسل کمی، کیمیائی کھادوں کا بے جا استعمال ماحولیاتی تبدیلیوں میں اضافے کی بڑی وجوہات ہیں

ڈاکٹر فرخ سہیل

جب کرہ ارض پر انسانی زندگی نے جنم لیا تو آبادی بہت کم تھی اور قدرتی وسائل کی کثرت تھی۔ آہستہ آہستہ آبادی میں اضافہ ہوتا گیا لہذا وسائل اور آبادی کا تناسب بہت بہتر رہا۔ جیسے جیسے آبادی بڑھ رہی ہے خوراک اور رہائش کے انتظام کے لیے کاشتکاری کے لیے استعمال ہونے والا رقبہ رہائشی علاقوں میں تبدیل ہورہا ہے اور آبادی کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ ایندھن کی ضرورت بھی بڑھتی گئی اور درخت جو کہ ماحولیاتی آلودگی کو ختم کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ تھے ان کی لکڑی کو بطور ایندھن استعمال کیا جانے لگا۔ اور یوں جنگلاتی رقبے میں کمی کی وجہ سے ماحول میں فطری تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔ اس کے علاوہ کاشتکار رقبے کی کمی کے باعث ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ ساتھ ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک میں زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لیے کیمیائی کھادوں اور ادویات کا استعمال شروع ہوگیا اور ان کا بے جا استعمال ماحولیاتی تبدیلیوں میں اضافے کا باعث بنا۔

صاف و نظیف پانی کا حصول بھی انسانوں کے لیے ایک اہم مسئلہ بنتا جارہا ہے کیونکہ تیسری دنیا میں آبادی میں اضافہ ہونے کے باعث بہت سا حصہ صاف پانی کے حصول سے محروم ہے بلکہ انسانوں کی کثیر تعداد آلودہ پانی کا استعمال کررہی ہے۔ آبادی کے بڑھنے سے گنجان آباد علاقے میں کچی بستیوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہورہا ہے اور ایسی بستیاں چونکہ تعمیراتی اصولوں کے مطابق نہیں بنتیں۔ لہذا وہ اپنے اردگرد کے ماحول کو مزید خراب کرنے کا باعث بنتی ہیں جس کی وجہ سے پورا ماحول خراب ہورہا ہے اور ان آبادیوں میں بسنے والے انسان مہلک امراض میں مبتلا ہورہے ہیں اور ان بیماریوں کے منفی اثرات پورے ماحول کو پراگندہ کررہے ہیں۔

آبادی میں اضافے کی وجہ سے پسماندہ ممالک کی

> اگر بارشوں اور سیلاب کا پانی زمین میں کثرت سے سیرائیت کرتا رہے اور اس کی نکاسی کا مناسب طریقہ نہ اپنایا جائے تو زمین کا بہت وسیع حصہ سیم و تھور کی نذر ہوجاتا ہے۔ پاکستان میں زمین کی زرخیزی میں کمی کا بہت بڑا باعث کیمیائی کھادوں کا بے دریغ استعمال ہے۔ کیمیائی ادویات کے مضر اثرات حشرات الارض پر بھی پڑتے ہیں اور ایسے حشرات الارض جو زمینی صحت کے لیے مفید ہیں وہ ناپید ہوتے جارہے ہیں۔ پرندوں اور جانوروں کی تعداد میں بھی بہت حد تک کمی ہوگئی ہے

حکومتوں کے لیے عوام کو بنیادی ضروریات مہیا کرنا صرف مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتا جارہا ہے جس کی وجہ سے کئی قسم کی معاشرتی پیچیدگیاں بڑھ رہی ہیں۔ غریب والدین کے لیے اپنے بچوں کو تعلیم دلانا ناممکن ہوگیا ہے اور یوں معاشرے میں ناخواندہ شہریوں میں اضافہ ہورہا ہے جس کی وجہ سے بہت سی معاشرتی برائیاں جنم لے رہی ہیں۔

> صاف ونظیف پانی کا حصول بھی انسانوں کے لیے ایک اہم مسئلہ بنتا جارہا ہے کیونکہ تیسری دنیا میں آبادی میں اضافہ ہونے کے باعث بہت سا حصہ صاف پانی کے حصول سے محروم ہے بلکہ انسانوں کی کثیر تعداد آلودہ پانی کا استعمال کررہی ہے

آبادی میں اضافے کے ساتھ ماحولیاتی آلودگی میں کوڑے کرکٹ کا بھی بہت عمل دخل ہے۔ گندے پانی کے نکاس کا نامناسب انتظام اور فاضل مواد ماحول کی آلودگی میں بے پناہ اضافہ کررہا ہے۔ جس کے نتیجے میں بہت سے مہلک امراض اور وباؤں کے پھیلنے کا خطرہ ہر وقت سر پر منڈلاتا ہے اور کثیر آبادی کی وجہ سے طبی سہولیات کی فراہمی میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہورہا ہے۔

پاکستان ایشیا کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ آب و ہوا کے اعتبار سے پاکستان بنیادی طور پر گرم معتدل خطے کا حصہ ہے لیکن اس کے باوجود مختلف مقامات میں آب و ہوا مختلف ہے۔ پاکستان میں جنگلات صرف پانچ فیصد رقبے پر موجود ہیں جبکہ مطلوبہ رقبہ اس سے پانچ گنا زیادہ ہے چراگاہیں اور میدان کل رقبے کے تقریباً 4 فیصد حصے پر مشتمل ہیں اور اس میں بھی بڑی تیزی سے کمی واقع ہورہی ہے اور اگر ملک کے آبی ذخائر کا جائزہ لیا جائے تو پاکستان میں پانچ اہم دریا موجود ہیں جو تمام کے تمام بھارت سے نکلتے ہیں اور ان دریاؤں سے اب تک کئی نہریں بھی نکالی جاچکی ہیں اس کے علاوہ پاکستان میں چند مصنوعی آبی ذخائر بھی موجود ہیں جیسا کہ بیراج ڈیم اور ہیڈ ورکس وغیرہ بحیرہ عرب کا 370 کلومیٹر طویل ساحلی علاقہ بھی پاکستانی حدود میں شامل ہے۔ یہ تمام آبی ذخائر پاکستان میں بجلی کی پیداوار کے ساتھ ساتھ مچھلی حاصل کرنے کا اہم ذریعہ ہیں۔

1947ء میں قیام پاکستان کے وقت پاکستان اگرچہ ایک صنعتی ملک کی حیثیت رکھتا تھا لیکن صنعتی ترقی میں بھی اضافہ ہوتا رہا جو آہستہ آہستہ بڑھتا رہا اور یوں آج ملک کے ہر شہر میں چھوٹی بڑی صنعتیں موجود ہیں لیکن کراچی، لاہور، ملتان، راولپنڈی، فیصل آباد، پشاور اور شیخوپورہ اہم صنعتی شہر کہلاتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود تیسری دنیا کے ترقی پذیر اور پس ماندہ ممالک کی طرح پاکستان میں بھی آبادی کے بے پناہ اضافے کے ساتھ ساتھ وسائل میں اضافہ نہیں ہوسکا اور ابتر معاشی حالات کی وجہ سے پاکستان بہت تیز رفتاری سے آلودگی کا شکار ہورہا ہے کیونکہ پاکستان میں تیزی سے قائم ہونے والی صنعتوں سے خارج ہونے والے فاضل مواد کو ٹھکانے لگانے کا کوئی انتظام موجود نہیں جس کی وجہ سے زمین کے ساتھ ساتھ پانی اور فضا بھی آلودہ ہورہی ہے۔

فضائی آلودگی، صنعتی فاضل گیسیں، صنعتوں کا شور، ٹریفک سے پیدا شدہ فضائی آلودگی، ٹریفک کا شور، آبی آلودگی، گھریلو اور میونسپل آبی نکاس کے ناقص انتظام سے پیدا ہونے والی آلودگی صنعتی فاضل مادوں سے پیدا ہونے والی آبی آلودگی، سمندر اور بندگارہ کی آلودگی وغیرہ ایسے مسائل ہیں جن سے پاکستان بری طرح دوچار ہے۔ اگر ہم مجموعی طور پر آلودگی کے اسباب و وجوہات جاننے کی کوشش کریں تو تین اہم نکات کو مدنظر رکھ کر معلومات و نتائج اخذ ہوسکتے ہیں جیسا کہ

ا۔ فضائی آلودگی ۲۔ زمینی آلودگی ۳۔ آبی آلودگی

ا۔ فضائی آلودگی:

فضا میں جذب کرنے کی خصوصیت بہت زیادہ موجود ہوتی ہے اور اگر فضا میں ایک محفوظ حد تک مضر گیسوں اور ٹھوس ذرات کا تناسب کم ہو تو یہ اتنا نقصان دہ نہیں ہوتا لیکن اگر یہ تناسب ایک مخصوص حد سے بڑھ جائے تو انسانی صحت اور

ماحول کے لیے ضرر رساں ہوجاتا ہے۔ پاکستان میں فضائی آلودگی کا آغاز صنعتی ترقی اور سڑکوں پر چلنے والی گاڑیوں کی تعداد میں اضافے کے باعث ہوا اور اس کے علاوہ لکڑی بطور ایندھن استعمال کرنے سے دھوئیں نے بھی فضا کو آلودہ کردیا اور ساتھ ہی درختوں کی کمی نے بھی فضا کی آلودگی میں اضافہ کیا۔

صنعتی فاضل مادوں کے اخراج نے فضا کی آلودگی میں بہت زیادہ منفی کردار ادا کیا اگر صنعتی ترقی ملک کے لیے فائدہ مند ہے لیکن کارخانوں میں کم وسائل ہونے کے باعث پرانی مشینری کا استعمال کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کارخانے اور صنعتیں گنجان آباد علاقوں کے آس پاس ہونے کی وجہ سے صحت کے لیے مضر ثابت ہوئے جیسا کہ کیمیائی کھاد تیار کرنے کے کارخانے، چمڑا رنگنے، کاغذ بنانے، ادویات اور کیمیائی مادے تیار کرنے کی فیکٹریاں اس کے علاوہ دھاتوں کو قابل استعمال بنانے کا کام، تیل صاف کرنے کے کارخانے اور دیگر پاور پلانٹس لگنے سے روزانہ کئی ہزار ٹن مضر صحت گیسوں اور دھوئیں کے اخراج نے ماحول کو پراگندہ کردیا۔

فلورائیڈ گیس، سلفر ڈائی آکسائیڈ اور نیوکلیر پاور پلانٹ سے نکلنے والی مضر تابکار شعاعیں ماحول میں آلودگی کا باعث بنیں۔ ایندھن بھی چونکہ ہر صنعت کے لیے ضروری ہے لہذا کوئلہ، تیل اور پٹرول کے استعمال سے سلفر ڈائی آکسائیڈ، کاربن ڈائی آکسائیڈ اور نائٹروجن کے علاوہ ہائیڈروجن گیسوں نے فضا کو پراگندہ کردیا۔ یہ تمام فضائی آلودگی جہاں انسانی صحت کے لیے مضر ہے وہاں پر اس کے منفی اثرات فصلوں پر بھی ہوئے۔ فضائی آلودگی کے ساتھ ساتھ صنعتوں اور کارخانوں میں نصب شدہ مشینری سے پیدا ہونے والا شور بھی انسانی صحت کے لیے مضر ثابت ہوا۔ صنعتی کارکنوں کے علاوہ آس پاس کے علاقے میں بسنے والے بھی اس سے متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکے اس کے علاوہ شہروں اور دیہاتوں میں ٹریفک کی بڑھتی ہوئی تعداد نے بھی ماحول کو متاثر کیا۔ ٹریفک کے دھوئیں اور شور سے فضائی آلودگی میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ ٹریفک کی پیدا کردہ فضائی آلودگی کے باعث اکثر لوگ بہرے پن کا شکار ہونے لگے۔ اس کے ساتھ ساتھ فضائی آلودگی کا ایک اور اہم ماخذ ویلڈنگ کی دکانیں بھی ہیں جن کی وجہ سے اردگرد کے ماحول میں تابکار شعاؤں کے منفی اثرات رونما ہوئے ویڈیو مارکیٹ اور لاؤڈ سپیکر کا بے جا استعمال بھی فضائی آلودگی کا باعث بنا۔ اس کے ساتھ ساتھ جب زرعی اور جنگلات میں کمی واقع ہوئی تو قدرتی گردو غبار اور آندھیوں نے بھی فضا کو پراگندہ کردیا۔

آبی آلودگی:

پاکستان میں پانچ بڑے دریا بہتے ہیں جن سے بہت زیادہ نہریں نکالی جاچکی ہیں اور یوں یہ دریا سمندر میں جاکر ملتے ہیں۔ مختلف پہاڑی اور میدانی علاقوں سے نکلنے والے ندی نالے بھی پاکستان میں اہم ترین آبی ذخائر ہیں۔ اس کے علاوہ مصنوعی آبی ذخائر بھی قریبی آبادیوں کو پانی کی فراہمی میں مددگار ہیں اس کے ساتھ ساتھ یہ مصنوعی آبی ذخائر بجلی پیدا کرنے کا اہم ذریعہ بھی ہیں۔ پاکستان کے حصے میں سمندری رقبہ بھی آتا ہے جو درآمد و برآمد کے علاوہ ماہی گیری اور معدنیات کے حصول کا ماخذ ہے لیکن پاکستان کے باشندوں کی بدقسمتی ہے کہ اتنے آبی وسائل بھی آلودگی کا شکار ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔

آبادی میں اضافے کی وجہ سے پسماندہ ممالک کی حکومتوں کے لیے عوام کو بنیادی ضروریات مہیا کرنا صرف مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتا جارہا ہے جس کی وجہ سے کئی قسم کی معاشرتی پیچیدگیاں بڑھ رہی ہیں۔ غریب والدین کے لیے اپنے بچوں کو تعلیم دلانا ناممکن ہوگیا ہے

گھریلو استعمال میں آنے والے پانی کو بڑے بڑے پائپوں اور گندے نالوں کے ذریعے قریبی دریاؤں میں

ڈال دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ صنعتی فاضل مادوں اور زہریلے کیمیائی مادوں کو بھی قریبی دریاؤں اور آبی گزرگاہوں میں داخل کردیا جاتا ہے جوں جوں پاکستان کی صنعتی ترقی میں اضافہ ہورہا ہے۔ ایسے ہی آبی آلودگی بڑھتی جارہی ہے۔ اسی طرح بندرگاہ کی آلودگی نے سمندری ماحول کو پراگندہ کردیا ہے۔ کراچی کے قریب ساحل سمندر مچھلیوں کے شکار کے لیے انتہائی موزوں مقام تھا منوڑہ اور مکران کے ساحل کے علاوہ دیگر مقامات پر گھریلو استعمال کا فاضل پانی سمندر میں شامل ہونے سے مچھلیوں کے شکار اور مقدار میں کمی واقع ہورہی ہے۔ اس کے علاوہ سمندر میں بہہ جانے والا تیل بھی سمندر حیات کے لیے بہت نقصان دہ ثابت ہورہا ہے۔

زمینی آلودگی:

پاکستان کے کل رقبے کا 60% رقبہ خشک پہاڑوں اور صحراؤں پر مشتمل ہے۔ جس میں سے بہت سا رقبہ زراعت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان میں کچھ جنگلات بھی پائے جاتے ہیں۔ زمینی آلودگی کا ایک بڑا باعث جنگلات کی کٹائی بھی ہے۔ اس کے علاوہ صنعتی ترقی اور آبادی میں بے پناہ اضافے کے باعث آبادکاری تیزی سے پھیل رہی ہے۔ زرعی رقبے میں بہت حد تک کمی واقع ہوچکی ہے۔ جس کی وجہ سے اناج کی پیداوار اور دیگر ضروریات زندگی پر منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ زمین کو آلودہ کرنے والے دیگر عناصر بھی اس میں شامل ہیں۔

جنگلاتی رقبے میں کمی کے باعث سیم اور تھور کے علاوہ خشک سالی میں دن بدن اضافہ ہورہا ہے۔ جس کی وجہ سے آب و ہوا بھی متاثر ہورہی ہے اور اس کا اثر زمین کی بردگی کی صورت میں نمودار ہورہا ہے جو کہ زمینی ماحول کے بہت بڑا خطرہ ہے۔ یہاں تک کہ زرعی زمینیں بھی اس کے اثر سے بچ نہیں سکیں۔ بارشوں کے پانی کو محفوظ کرنے کے لیے پاکستان میں ڈیمز تعمیر کرنا بہت ناگزیر ہوچکا ہے تاکہ پاکستان

پاکستان میں پانچ بڑے دریا بہتے ہیں جن سے بہت زیادہ نہریں نکالی جاچکی ہیں اور یوں یہ دریا سمندر میں جاکر ملتے ہیں۔ مختلف پہاڑی اور میدانی علاقوں سے نکلنے والے ندی نالے بھی پاکستان میں اہم ترین آبی ذخائر ہیں۔ اس کے علاوہ مصنوعی آبی ذخائر بھی قریبی آبادیوں کو پانی کی فراہمی میں مددگار ہیں اس کے ساتھ ساتھ یہ مصنوعی آبی ذخائر بجلی پیدا کرنے کا اہم ذریعہ بھی ہیں

کے وسیع بارانی رقبے کو اس بردگی سے بچایا جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ مصنوعی آبپاشی کے ذریعے اس رقبے کو سیم وتھور اور صحرائیت سے بچایا جاسکے کیونکہ اگر بارشوں اور سیلاب کا پانی زمین میں کثرت سے سیرائیت کرتا رہے اور اس کی نکاسی کا مناسب طریقہ نہ اپنایا جائے تو زمین کا بہت وسیع حصہ سیم وتھور کی نذر ہوجاتا ہے۔ پاکستان میں زمین کی زرخیزی میں کمی کا بہت بڑا باعث کیمیائی کھادوں کا بے دریغ استعمال ہے۔ کیمیائی ادویات کے مضر اثرات حشرات الارض پر بھی پڑتے ہیں اور ایسے حشرات الارض جو زمینی صحت کے لیے مفید ہیں وہ ناپید ہوتے جارہے ہیں۔ پرندوں اور جانوروں کی تعداد میں بھی بہت حد تک کمی ہوگئی ہے حتی کہ بہت سی اقسام ناپید ہوچکی ہیں۔

لہذا یہ وہ تمام پیچیدگیاں ہیں جو ماحولیاتی آلودگی کا باعث بن رہی ہیں اور اگر ملکی حکومتوں نے ان کا مناسب تدارک نہ کیا تو انسانوں کے ساتھ جانداروں کی زندگیاں بھی خطرے میں ہیں۔

☆☆☆☆☆

سماجی زندگی میں اقدار و روایات کی اہمیت

ذی شعور معاشرے سماجی زندگی میں عدل و انصاف، حقوق و فرائض رزق حلال، ایثار و قربانی، علم و ہنر کی اقدار کو زندہ رکھتے ہیں

پروفیسر حلیمہ سعدیہ

انسان ایک معاشرتی حیوان ہے اور انسانی زندگی کی خوشی اور غم کا کھیل اسی معاشرہ یا سماج کے گرد گھومتا ہے۔ ہمارے رشتے ناطوں سے جڑی خوشیاں اور اپنوں اور غیروں کے دیئے ہوئے دکھ/غم کی داستانیں ابتدائے آفرینش سے چلی آرہی ہیں لیکن غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ خطہ ارض پر موجود مختلف معاشروں میں سے بعض خوشحال اور مطمئن دکھائی دیتے ہیں اور کچھ معاشرے سماجی و اقتصادی زوال کا شکار محسوس ہوتے ہیں۔ درحقیقت مذکورہ معاشروں میں جب اقتدار عالیہ کا فروغ ہوتا ہے تو کُلی سطح پر خوشحالی اور اطمینان کی لہر سماج میں پھیل جاتی ہے لیکن اگر مثبت اقدار زوال پذیر ہوں تو ان معاشروں میں نفسا نفسی، بے چینی اور معاشرتی انحطاط پیدا ہوتا ہے جو بالآخر قوموں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور نتیجہ کے طور پر تاریخ عالم میں قومیں مٹ جاتی ہیں۔

گویا یہ معاشرتی انحطاط اس قدر خطرناک نتائج کا حامل ہوسکتا ہے۔ اس لیے عقلمند معاشرے اپنی سماجی زندگی میں ان اقدار کو زندہ رکھتے ہیں جو سچ، عدل و انصاف، حقوق کی منصفانہ تقسیم، رزق حلال، ایثار، قربانی، امن و امان، دولت کی عادلانہ تقسیم اور علم و ہنر کے فروغ پر مبنی ہوتی ہیں اور وجہ بنتی ہیں تعمیر معاشرہ کی۔ ان تمام خوبیوں کو سماجی زندگی میں پانے کے لیے ضروری ہے کہ افراد معاشرہ کی تربیت نہایت خوش اسلوبی سے کی جائے اور یہ ''تربیت'' کب سے شروع ہوتی ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ماں کی گود سے ہی فرد کی اس تربیت کا آغاز ہوجاتا ہے جو بہترین سماج کی ضامن ہوتی ہے نپولین کا معروف قول ہے ''تم مجھے پڑھی لکھی مائیں دو میں تم کو پڑھی لکھی قوم دوں گا۔'' تاریخ عالم میں سماج کا وجود پیدا ہی اس وقت ہوا جب انسان کو اپنے زندہ رہنے، کھانے پینے اور روزمرہ ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایک دوسرے کی مدد کی ضرورت پڑی اور باہمی مدد کا یہ رویہ پیدا ہی اس وقت ہوتا ہے جب ماں اپنی گود میں پلتے ہوئے بچے کی بہترین نگہداشت کرکے اسے دوسروں سے مہربانی اور ایثار کرنا سکھاتی ہے۔ ماں بچے سے ہمدردی کرکے اس کو اس کی جوانی کے دنوں کے لیے ہمدردی کا درس دیتی ہے جب باپ سخت محنت کرکے روزگار کماتا اور گھر لاتا ہے تو وہ اولاد کو رزق حلال کا اور محنت کا وہ جوہر سکھاتا ہے جو بہترین سماجی زندگی کی بنیاد ہے۔

تاریخ کے جھروکوں میں جھانکیے تو معلوم ہوگا کہ ابتدائی زمانوں میں ابنِ آدم صرف خود کے لیے زندگی بسر کرتا تھا۔ کسی اور سے اس کا کوئی واسطہ نہیں تھا۔ خود شکار کرتا اور اپنی ہی بھوک مٹاتا۔ ہمدردی اور مدد کے جذبے کے نتیجے میں انسان نے مل جل کر رہنا شروع کیا۔ گویا اس نے قبیلے، خاندان کی شکل میں رہنا شروع کیا۔ پتھروں سے آگ جلائی اور ہڈی کے

بے شک یہ انسانیت کا وہ احترام ہے جس کی تلقین خیر الوریٰ، رحمت اللعالمین، سرور دوجہاں، شافع محشر رسول خدا محمد ﷺ نے فرمائی ہے۔ انسانیت کا یہی وہ احترام ہے جس کے تحت ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل تصور کیا جاتا ہے

برتن اور ہتھیار بنائے۔ کھال سے تن ڈھانپا غرض انسان نے مختلف ضروریات زندگی کو پورا کرنے اور زندگی گزارنے کے لیے باہمی میل جول قائم کرکے سماج کی بنیاد رکھی۔ سماج لفظ سنسکرت زبان کے دولفظوں سے مل کر بنا ہے۔ سم اور آج سم کے معنی ہیں اکٹھا یا ایک ساتھ اور آج کے معنی ہیں رہنا۔ یعنی سماج کے معنی ہیں ایک ساتھ رہنا۔

اور ایک ساتھ مل جل کر رہنا بھی ایک فن ہے۔ جس کے لیے افراد کا ایک دوسرے کے حقوق کا ادب کرنا اور ایک دوسرے کے مرتبے کا احترام کرنا ضروری ہے۔ سماجی زندگی میں ادب و احترام کی اہمیت ایسے ہی ہے جیسے انسان کے جسم میں دوڑتا ہوا خون کیونکہ جس طرح انسانی جسم کے تمام اعضاء اس وقت ٹھیک کام کرتے ہیں جب تک ان میں خون کی گردش باقی رہتی ہے۔ جسم انسانی کا کوئی بھی عضو ہو اگر اس کو خون کی ترسیل نہ ہو تو وہ بے کار ہوجاتا ہے۔ بالکل اسی طرح اگر سماج میں ادب و احترام زندگی کے ہر شعبہ میں موجود نہ ہو تو اہم ترین شعبہ جات زندگی کی کارکردگی دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ ادب والدین کا ہو یا اساتذہ کا، بڑے بہن بھائی کا ہو یا بزرگوں کا، رشتے داروں کا ہو یا دوست احباب اور ہمسایہ داروں کا، آقا یا مالک کا ہو یا کاروباری شراکت دار کا، قاضی وقت کا ہو یا علمائے کرام کا۔ الغرض سماجی زندگی کے یہ تمام روپ اپنے بہترین نکھار کو پاسکتے ہیں اگر ہم ان تمام رشتوں اور مرتبوں کا ادب کریں بلکہ یہاں تک کہا جاسکتا ہے کہ اگر ہم اللہ کے عطا کردہ علوم وفنون اور نعمتوں کا بھی ادب وشکر کریں گے تو اللہ کریم ہم کو مزید سرفراز فرمائے گا۔

جہاں تک بات ہے احترام کی تو جناب والا احترام وہ بہترین رویہ ہے جو سماجی زندگی کو مکمل کرتا ہے۔ یہ وہ احترام ہے جو افرادمعاشرہ کی خو بن جائے تو ہماری سماجی زندگی بے جا اورلغو طور طریقوں سے نجات پاجائے۔ یہ وہ احترام ہے جو قانون اور اصول کی پابندی کرواتا ہے۔ یہ وہ احترام ہے جو عدل و انصاف کے ترازو کو غلط جھکنے نہیں دیتا۔ یہ وہ احترام ہے جو فرزندان شوق کو علم کے بیش بہا خزانوں کی خیرات عطا کرتا ہے۔ یہ وہ احترام ہے جو عبادت کو اصل روح عطا کرتا ہے۔ یہ وہ احترام ہے جو مزدور کی محنت کو دیکھ کر پسینہ خشک ہونے سے پہلے اجرت ادا کرتا ہے۔ یہ وہ احترام ہے جو طبیب کو مسیحائی کا درجہ عطا کرتا ہے۔ یہ وہ احترام ہے جو اذان سے شروع ہوتا ہے اور سجدہ پر تکمیل پاتا ہے۔ یہ وہ احترام ہے جو حوّا کی بیٹی کو چادر دیتا ہے اور زندہ درگور ہونے سے بچاتا ہے۔ بے شک یہ انسانیت کا وہ احترام ہے جس کی تلقین خیر الوریٰ، رحمت اللعالمین، سرور دوجہاں، شافع محشر رسول خدا محمد ﷺ نے فرمائی ہے۔ انسانیت کا یہی وہ احترام ہے جس کے تحت ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل تصور کیا جاتا ہے۔

ادب و احترام پر مشتمل اخلاق ہی انسان کو حیوان سے جدا کرتا ہے۔ اگر یہ فرق باقی نہ رہے تو محض یہ نفرتیں انسان کو حیوان سے الگ کرتی ہے کہ انسان بول سکتا ہے اور جانور یا حیوان اپنی بات سمجھانے سے قاصر ہے۔ گویا ادب و احترام پر مشتمل اخلاق ہی انسانیت کی معراج اور اس کے ارتقاء کا ذریعہ ہے۔ باادب بامراد کے مصداق باادب شخص ہی ہر ایک کی نظر میں معزز و محترم ہوتاہے۔ عربی کا ایک مشہور قول ہے: الدین کلہ ادب۔

یعنی دین سراپا ادب کا نام ہے۔ اسلام کا ہر حکم اور اس کا ہر فرمان ادب و اخلاق کی مکمل تصویر ہے۔ اسلام ادب کا

آئینہ ہے بلکہ ادب اس کی پہچان اور شناخت ہے۔ اپنے مزاج پر گرفت کر کے اور اپنی ذات کی نفی کر کے دوسروں کو راحت پہنچانے کا نام ادب اور اپنے قول وفعل کے ذریعے دوسروں کی دل آزاری کا باعث بننا بے ادبی ہے اور دور حاضر کی بات کی جائے تو یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس دور کی ایک بڑی خامی جو سماجی زندگی کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہی ہے بے ادبی ہے۔ ماں اور باپ سے بے ادبی زمانے کی ہوا بن گئی ہے۔ باپ کے سامنے آواز اونچی کر کے بولنا فیشن کا درجہ پایا گیا ہے۔ ماں باپ کی نصیحت کو بے ادبی کی نظر کر دینا نئی نسل کی پہچان بن چکی ہے۔ دنیاوی جدید علوم کو تو حاصل کر لیتے ہیں بچے پر کتاب ہدایت میں موجود والدین کے ادب کی تلقین فراموش کر بیٹھے ہیں۔ اسی واسطے اقبال نے کہا تھا:

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر
لبِ خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ

ایک زمانہ تھا کہ استاد محترم کی جوتی اٹھا کر لانے والے بادشاہ وقت بن جایا کرتے تھے اور ایک یہ زمانہ آگیا کہ استاد کو ماہانہ تنخواہ لینے والا ملازم تصور کر لیا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ڈگری یافتہ تو ہوجاتی ہے نسل نو لیکن تعلیم یافتہ نہیں ہو پاتی اور نسل نو کی یہ حالت قابل رحم محسوس ہوتی ہے۔ غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ سماجی رویوں میں بگاڑ کی بڑی وجہ ادب و احترام کے رویہ کا خاتمہ ہی ہے۔ جب افرادِ معاشرہ کبھی ازراہ ادب اور کہیں از راہ احترام روزمرہ زندگی میں ایک دوسرے کو آسانیاں فراہم کیا کرتے تھے تو کوئی سماجی مشکل نہیں ہوا کرتی تھی۔

چند روپوں کی کمائی میں پورے خاندان خوشی سے گزر بسر کر لیتے تھے اور اب معاشرہ اور خاندان کا ہر فرد کماتا ہے لیکن ادب و احترام کی سماجی زندگی میں کمی کے سبب کسی کو حقوق پورے نہیں ملتے اور زیادہ کمائی کے باوجود برکت اور اطمینان جیسی بے بہا نعمت کہیں نظر نہیں آتی۔ اگرچہ گھروں میں ماضی کے مقابلے میں اشیاء کی بہتات ہے لیکن خوشی و سکون نام

زندگی بھر کی خوشیاں اپنی اولاد پر قربان کرنے کے بعد جب والدین نسل نو کو کامیابی کی سیڑھیاں چڑھوا دیتے ہیں تو وہی بچے والدین کو کم علم گرداننے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دور جدید کے تقاضوں سے ہمارے والدین انجان ہیں جبکہ ایسا کہنا شدید بے ادبی اور احترام کی کمی ہے

کی کیفیت کا دور دور تک نشان نہیں۔

اس سب کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ماضی میں ہمارے معاشرہ میں ادب و احترام کا جو رویہ مضبوطی سے موجود تھا وہ شادی بیاہ کی خوشیوں اور مرگ کے ماتم میں روپیہ پیسہ سے بڑا کردار ادا کرتا تھا۔ دور حاضر میں کوئی اپنا بیمار ہوجائے تو تیمار داری و عیادت کے لیے کوئی نہیں آتا۔ جلتی پشیمانی پر ہاتھ رکھنے کی بجائے محض فون کال پر حال پوچھ لیا جاتا ہے۔ زندگی بھر کی خوشیاں اپنی اولاد پر قربان کرنے کے بعد جب والدین نسل نو کو کامیابی کی سیڑھیاں چڑھوا دیتے ہیں تو وہی بچے والدین کو کم علم گرداننے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دور جدید کے تقاضوں سے ہمارے والدین انجان ہیں جبکہ ایسا کہنا شدید بے ادبی اور احترام کی کمی ہے۔ آخر میں اسی نصیحت پر آج کی اس گفتگو کا اختتام کرتے ہیں۔

منزل سے آگے بڑھ کر منزل تلاش کر
مل جائے تجھ کو دریا تو سمندر تلاش کر
ہر شیشہ ٹوٹ جاتا ہے پتھر کی چوٹ سے
پتھر ہی ٹوٹ جائے وہ شیشہ تلاش کر
سجدوں سے تیرے کیا ہوا صدیاں گزر گئی
دنیا تیری بدل دے وہ سجدہ تلاش کر

☆☆☆☆☆

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے

ترقی و خوشحالی کیلئے اتحادِ امت ناگزیر ہے

جہالت اور فرقہ واریت اتحادِ امت کے لئے زہر قاتل ہیں

مسلم ممالک قدرتی ذخائر سے مالا مال ہونے کے باوجود محکوم کیوں؟

سماوہ سلطان

دین اسلام میں اتحاد اور اتفاق کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اکٹھا کرتے ہوئے نفرت اور عداوت کو ختم کیا اور سب کو ایک اللہ کے دین پر یکجا کیا۔ قرآن مجید کی سورہ آل عمران میں ارشاد باری ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا .

''اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ بازی نہ کرو۔'' (آل عمران،۳: ۱۰۳)

اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ" :شیطان انسان کا بھیڑیا ہے۔ بکریوں کے بھیڑیے کی طرح، یہ بھیڑیا اس بکری کو پکڑتا اور لقمہ بناتا ہے جو اپنے ریوڑ سے الگ اور دور ہوجائے، خبردار کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے جدا ہو، تمہارے اوپر لازم ہے کہ تم متحد اور جماعت کے ساتھ رہو۔(مسند احمد)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو مسلمانوں کو جسدِ واحد کی مانند قرار دیا۔ فرمانِ مصطفیٰ ہے؛

مثل المومنین فی توادھم و تراحمھم و تعاطفھم کمثل الجسد إذا اشتکی عضوا تداعی له سائر جسدہٖ بالسھر والحمٰی. صحیح بخاری.

ترجمہ: ایمان والوں کی آپس کی محبت، رحم دلی اور شفقت کی مثال ایک انسانی جسم جیسی ہے کہ اگر جسم کا کوئی حصہ تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے تو (وہ تکلیف صرف اُسی حصہ میں منحصر نہیں رہتی، بلکہ اُس سے) پورا جسم متاثر ہوتا ہے، پورا جسم جاگتا ہے اور بخار و بے خوابی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

لیکن بدقسمتی سے ہم نے ان تمام تعلیمات کو پسِ پشت ڈال رکھا ہے اور ہم نے آپس میں ہی فرقہ بندی بنا لی ہے۔ ایک دوسرے کو اسلام کے دائرے سے خارج سمجھتے ہوئے ہم شدت پسندی کی راہ اختیار کر رہے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے یکسر مختلف عمل ہے۔

تاریخ کے اوراق میں نظر دوڑائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے 1924 میں اسلامی خلافت کا خاتمہ کیا۔ پھر انھوں نے اسلامی ریاستوں کو مختلف چھوٹے اور بڑے ملکوں میں تقسیم کردیا جس کی سب سے واضح مثال سوڈان کی تقسیم ہے، جس کو 2011ء میں انہوں نے دو ملکوں میں تقسیم کر دیا اور ایک نیا عیسائی ملک جنوبی سوڈان کے نام سے قائم کیا۔ ملک شام چار ملکوں فلسطین, جارڈن, سوریا, اور لبنان میں بدل گیا اور پاکستان بھی تقسیم ہو کر ایک حصہ بنگلہ دیش بن گیا۔ ترکستان کو پہلے دو حصوں مشرقی اور مغربی ترکستان میں تقسیم کیا۔ مشرقی ترکستان پر چین نے قبضہ کیا اور اب تک اس پر قابض ہے اور اس نے اس کا نام سنکیانگ رکھا ہوا ہے ,اور مغربی ترکستان پر روس نے قبضہ کیا اور اسے پانچ ملکوں ترکمانستان,

تاجکستان، قزاقستان، ازبکستان، قرغزستان میں تقسیم کردیا۔ انڈونیشیا اور ملیشیا کی تقسیم ہوئی,اور اب بھی ان کا ارادہ عراق ,شام ,پاکستان وغیرہ کو مزید تقسیم کرنے کا ہے، جس تقسیم کا واضح مقصد مسلمانوں کی طاقت کو کمزور کرنا اور ان کو آپس میں لڑانا ہے۔ ابھی حال ہی میں قطر بھی اسلامی فوجی اتحاد سے خارج کر دیا گیا ہے۔

مسلم ممالک قدرتی ذخائر سے مالا مال ہونے کے باوجود آج محکوم کیوں ہیں؟

کیونکہ بھُلا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی۔ جب پہلی بار مسجدِ اقصیٰ میں 1961ء میں حملہ ہوا تو اس کے نتیجے میں او آئی سی یعنی اسلامی ممالک کی تنظیم کا قیام وجود میں آیا۔لیکن بدقسمتی سے یہ تنظیم اس طرح عمل درآمد نہیں کر پائی جس طرح کرنا چاہیے ,جو کہ صرف تب ہی ممکن ہوگا جب تمام مسلم ممالک ایک ہو کر فیصلے لیں گے۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

اسلام دنیا کا دوسرا بڑا مذہب ہے اور اس وقت ستاون اسلامی ممالک کرہ ارض پہ موجود ہیں۔ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ایک سروے کے مطابق تقریباً 1.9 بلین ہے۔ اتنی کثیر تعداد کے باوجود بھی ہم مسلمان کسمپرسی اور حالت زار کا شکار ہیں تو اس کی وجہ واضح ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد کی کمی ہے۔مسلم ممالک کے ساتھ اتحاد تو دور کی بات ہم اپنے ہی ملک میں موجود مسلمانوں کے ساتھ بھی اتفاق و اتحاد سے برتاؤ کرنے کے قائل نہیں رہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں کو جتنا نقصان مسلمانوں نے پہنچایا اتنا کبھی اسلام دشمنوں نے بھی نہیں پہنچایا۔ رحلت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہی مسلمانوں میں پھوٹ پڑنی شروع ہوگئی۔ گروپ بندی کی بنیاد رکھی گئی۔ اور مسلمانوں نے آپس میں ہی جنگیں کی۔ اور اس کا نقصان بھی صرف مسلمانوں نے ہی اٹھایا۔ آج پاکستان میں بھی فرقہ واریت عروج پر ہے ہم نے دیکھا کہ کس طرح اہل تشیع کو بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا چاہے سانحہ

ایمان والوں کی آپس کی محبت، رحم دلی اور شفقت کی مثال ایک انسانی جسم جیسی ہے کہ اگر جسم کا کوئی حصہ تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے تو (وہ تکلیف صرف اُسی حصہ میں منحصر نہیں رہتی، بلکہ اُس سے) پورا جسم متاثر ہوتا ہے، پورا جسم جاگتا ہے اور بخار و بے خوابی میں مبتلا ہوجاتا ہے

ہزارہ کو دیکھا جائے یا سانحہ پشاور کو۔ مسلمان ہو کر ہم ایک دوسرے پر فتوے لگاتے ہیں اور لوگوں میں انتشار پھیلاتے ہیں جس کا فائدہ براہ راست اسلام دشمنوں کو پہنچتا ہے۔ ان کو موقع ملتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو مسلمانوں کے ہی خلاف استعمال کر سکیں اور وہ ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں۔ اندلس میں مسلمانوں نے آٹھ سو سال حکومت کی، مگر انہیں اس وقت زوال سے دو چار ہونا پڑا جب مسلمانوں نے اللہ کے کلام کو پس پشت ڈال دیا، فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئے۔ بقول حکیم الامت علامہ محمد اقبال؛

منفعت ایک ہے اس قوم کا نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی ، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

ایک طرف کشمیر پر بھارت ظلم و ستم ڈھا رہا ہے تو دوسری طرف اسرائیل فلسطین پر۔ امریکا نے افغانستان میں جنگ کی تو دوسری طرف یمن اور شام میں یہودیوں کے مظالم ہیں۔لیکن ہم اس ظلم کے خلاف کیسے بولیں جب ہم آپس میں ہی لڑ رہے ہیں۔ ایران اور سعودی عرب کی کشیدگی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ عراق اور کویت کی بھی جنگ ہے۔ ایران نے

امریکا کی مداخلت سے خود کو آزاد کر لیا تو سعودی عرب امریکا سے اسلحہ کی فروخت کرتا ہے ایران کے خلاف۔ گویا مسلمان ملکوں میں انتشار پھیل رہا ہے اور مغربی دنیا مستحکم ہوتی جا رہی ہے۔ متحدہ عرب امارات ہے جس نے لیبیا اور یمن میں اپنی عسکری قوت کا استعمال کیا ہے جدید ترین اسلحے کا طالب ہے۔ وہ ایران کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں جس کو امریکا اور اسرائیل بھی خطرہ تصور کرتے ہیں۔ مصر اور اُردن کے ساتھ اسرائیل کے تعلقات اچھے نہیں رہے ہیں تو خود کو مسلم دنیا میں تنہائی سے بچانے کیلئے اسرائیل متحدہ عرب امارات کے ساتھ تعلقات بہتر کر رہا ہے۔ چونکہ متحدہ عرب امارات سے ایران کی سرحدیں قریب ہیں اور یہاں سے اسرائیل کو ایران پر ہوائی حملہ کرنے میں آسانی ہوگی اس لئے بھی اسرائیل کا مفاد ان کے ساتھ جڑا ہے۔ کئی اسلامی ممالک اسرائیل کو آزاد ریاست بھی تسلیم کر چکے ہیں اور اس کے ساتھ اچھے سفارتی تعلقات قائم کرنے کے خواہاں ہیں۔ ان کو یہ نظر نہیں آتا کہ اسرائیل کا استحکام مسلمانوں کے لیے کتنا برا ثابت ہو رہا ہے۔

> اسلام دنیا کا دوسرا بڑا مذہب ہے اور اس وقت ستاون اسلامی ممالک کرہ ارض پہ موجود ہیں۔ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ایک سروے کے مطابق قریباً 1.9 بلین ہے۔ اتنی کثیر تعداد کے باوجود بھی ہم مسلمان کسمپرسی اور حالت زار کا شکار ہیں تو اس کی وجہ واضح ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد کی کمی ہے

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو
اخوت کا بیاں ہوجا محبت کی زباں ہوجا

امریکا نے اپنی جنگ میں پاکستان کی مدد چاہی افغانستان کے خلاف اور پھر پاکستان کو ہی دہشت گردوں کی زد میں کھڑا کر دیا۔ ساری دنیا میں مسلمانوں کو دہشت گرد تصور کیا جانے لگا۔ نقصان بھی ہم نے اٹھایا اور بدنام بھی ہم ہی ہوئے۔ جبکہ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح اور علامہ محمد اقبال مسلم اتحاد کے بہت بڑے خواہاں تھے۔ اقبال نے فرمایا؛

تہران ہو گر عالم مشرق کا جنیوا
ممکن ہے کہ کرہ ارض کی تقدیر بدل جائے

تو کہیں فرمایا؛

بتان رنگ و بو کو توڑ کر ملت میں گم ہوجا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

تحریک پاکستان کے دوران قائداعظم استعماری طاقتوں کے خلاف آواز اٹھاتے رہے اور ہمیشہ مسلمان ملکوں کی حمایت کی۔ 1940ء میں قرارداد پاکستان منظور کراتے وقت قائد اعظم نے جو خطاب کیا اس میں واضح طور پر برطانوی حکومت کو فلسطینیوں کے مطالبات کو پورا کرنیکا کہا۔ یروشلم کے عظیم مفتی محمد امین الحسینی نے قائدِ اعظم کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ایک خط تحریر کیا جس میں اس نے کہا کہ ہم آپکی قابلِ قدر کاوشوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام اسلامی ممالک میں اسلامی اخوت اور مسلمانوں کے مابین تعاون کیلئے خدا کے حکم کے مطابق اسلام اور مسلم دنیا کی خدمت کیلئے مسلسل کوشش کر رہے ہیں۔ پوری اسلامی دنیا آپ کے اور مسلم لیگ کے مؤقف کی قدر کرتی ہے اور مسلمانوں کی خدمات میں آپ کی مستقل و مبارک کاوشوں کی تعریف کرتی ہے۔

قیام پاکستان کے بعد اسلامیہ کالج پشاور میں خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح نے فرمایا؛ یاد رکھنا ہم ایک ایسی ریاست کی تشکیل کر رہے ہیں جو پوری اسلامی دنیا کی منزل کا تعین طے کرنے میں اپنا پورا کردار ادا کرے گی۔ لہٰذا ہمیں ایک وسیع تر نقطۂ نظر کی ضرورت ہے، ایک ایسا نقطۂ نظر جو صوبوں، محدود قوم پرستی اور نسل پرستی کی حدود و قیود سے ماوراء ہو۔ انہوں نے شمالی افریقی عربوں کی کھل کر حمایت کی۔

> ضرورت آج اس امر کی ہے کہ ہم فرقہ بندی اور رنگ ونسل کی تفریق سے بالا تر ہوکر ایک قوم ہو کر چلیں۔ مسلمانوں میں اگر اتحاد ہو جائے تو یہ قیصر وکسریٰ کے ایوان ہلا سکتے ہیں

قائداعظم نے انڈونیشیاء، ملایا، سوڈان، لیبیاء، تیونس، مراکش، نائیجیریا اور الجزائر میں آزادی کی تحریک کو ہر ممکن سفارتی اور مادی امداد فراہم کی۔انہوں نے انڈونیشیا پر ڈچ حملے کو پاکستان پر حملہ کے مترادف کہا اور ڈچ بحری جہازوں کو جنگی سامان انڈونیشیاء لے جانے کیلئے جگہ فراہم کرنے سے انکار کردیا۔ اور بدقسمتی سے ہمارے نااہل حکمرانوں نے ماضی میں امریکا کو اپنی ائیر بیس فراہم کی کہ وہ افغانستان پر حملے کرے اور پھر نتیجتاً بھاری نقصان ہوا۔ لہٰذہ اقبال کی بات سچ ثابت ہوئی کہ

بھلا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

لیکن حال میں ہی پاکستان کے سابق سربراہ سے امریکی صحافی نے سوال کیا کہ کیا آپ ہمیں اپنی بیسس فراہم کریں گے افغانستان کے خلاف تو جواباً اس نے بے باکی سے ایبسلوٹلی ناٹ یعنی ہرگزنہیں کا منہ توڑ جواب دیا۔

نہ صرف مسلم ملکوں میں انتشار پھیلایا گیا ہے بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخانہ خاکے بنا کر مسلمانوں کی دل آزاری بھی کی گئی۔ لیکن چونکہ مسلمان ممالک ایک پلیٹ فارم پر آ کر آواز نہیں اٹھاتے جس کی وجہ سے مسلمانوں کی آواز اقوام متحدہ کے بے رحم کانوں تک نہیں پہنچ پائی۔ لیکن صد شکر کہ یہ اعزاز بھی پاکستان کو حاصل ہوا کہ اقوام متحدہ میں ناموسِ رسالت کیلئے آواز بلند کی اور دنیا سے تسلیم کروایا کہ چاہے مسلمانوں کے ساتھ مظالم ہوں یا یہ بے حرمتی یہ سب اسلاموفوبیا کا ہی نتیجہ ہے۔ اب ساری دنیا نہ صرف یہ بات تسلیم کرتی ہے بلکہ اب ہر سال اینٹی اسلاموفوبیا ڈے بھی منایا جائے گا جو مسلمانوں کے ساتھ کی جانے والی ناانصافیوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کا آغاز اس سال مارچ میں ہوا۔

ہم بحثیت انسان بھی اتنے بے حس ہو چکے ہیں کہ ہمیں فرق نہیں پڑتا کہ کہاں کیا ظلم کیا جا رہا ہے۔ اگر کشمیری مرتے ہیں یا فلسطینی تو ہم انکا درد محسوس ہی نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ ہم نہیں ہیں۔ کیونکہ ہمارے گھروں میں بمباری اور گولیوں کی آوازیں نہیں آتی اور کیونکہ ہمارے سب اپنے ہمارے ساتھ ہیں اور ہماری قوم تو حالتِ جنگ سے نہیں گزر رہے۔ ان کے مرنے کی خبریں اب ہمارا معمول ہیں کیونکہ ہم یہ بھول گئے ہیں کہ مسلم قوم کی بنیاد ''لا الہ الا اللہ'' پر ہے جو کہ ساری دنیا میں موجود مسلمانوں کو ایک جسم اور ایک جان بنا دیتا ہے۔ وطنیت کا یہ یورپی تصور جو قوموں کو رنگ، نسل اور علاقے کی بناء پر تقسیم کرتا ہے اسلام کے عالمگیر تصور اخوت کا دشمن ہے۔ بقول اقبال

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

پہلے تو ہم دوسرے اسلامی ممالک میں مظالم پر خاموش رہتے آئے یہاں تک کہ ہم مکمل بے حس ہو گئے اب ہمیں اپنے ملک میں ہوتا ظلم بھی دکھائی نہیں دیتا۔ حالیہ سانحہ پشاور پر زیادہ لوگ اس لئے بھی خاموش رہے کہ وہ تو الگ فرقے کے لوگ مارے گئے ہیں۔ پھر ایک وقت ایسا ہوگا کہ ہم اپنے فرقے کے لیے بھی بے حس ہونگے اور تب تک جب تک ہماری اپنی ذات کی باری نہ آ جائے۔ لیکن تب کوئی بچا ہی نہیں ہوگا جو ہمارے لئے آواز اٹھائے جیسے ہم نے کسی کیلئے آواز نہیں آٹھائی۔

ضرورت آج اس امر کی ہے کہ ہم فرقہ بندی اور رنگ ونسل کی تفریق سے بالا تر ہوکر ایک قوم ہوکر چلیں۔ مسلمانوں میں اگر اتحاد ہو جائے تو یہ قیصر وکسریٰ کے ایوان ہلا سکتے ہیں۔ مسلم امہ کا اتحاد اب ناگزیر ہو چکا ہے۔ بقول حکیم الامت:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

☆☆☆☆☆

والدین کے حقوق قرآن و سنت کی روشنی میں

اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ والدین کی فرمانبرداری لازم ہے

سمیہ اسلام

اسلام نے والدین کے کتنے مراتب وحقوق رکھے ہیں یہ بات معاشرے میں کسی سے مخفی نہیں اور اولاد پر جو حقوق ان کے ہیں وہ بھی واضح طور پر بیان کر دیے ہیں۔ اگر ہم قرآن واحادیث کا مطالعہ کریں تو والدین کے حقوق کی اہمیت کا صحیح طور پر پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کتنے پیارے انداز میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے اورانسان کواس کا پابند بنایا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیتی ہے اور تاکید کرتی ہے کہ اولاً عبادت اللہ تعالیٰ کی ہے اور حکم بھی اللہ تعالیٰ ہی کا ماننا ہے یہ ایمان کی پہلی شرط ہے۔ یہ ہدایت ہر نبی اور پیغمبر کی بنیادی اور اولین دعوت حق رہی ہے۔ اس کے بعد قرآن میں پانچ جگہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بعد ماں باپ کے حکم کی تاکید آئی ہے کہ انسان والدین کی اطاعت اور فرماں برداری کرے اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے۔ خاص طور پر جب وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں ارشاد ربانی ہے:

’’اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں، نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا (سورۃ بنی اسرآئیل)

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بار بار تذکرہ آیا ہے والدین کا بڑا مقام ہے اور یہ مقام اللہ تعالیٰ نے خود طے کر دیا ہے والدین ہی حسن سلوک و آداب واحترام کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ لہٰذا جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت ضروری ہے۔ وہاں والدین کی اطاعت بھی ضروری ہے اور اس میں کوتاہی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ بات بھی مسلّم ہے کہ ماں دنیامیں لانے کا سبب اور بیوی اس دنیا میں ساتھ نبھانے کے لیے ایک خوش گوار ذریعہ ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد دوسرے نمبر پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس سے والدین کی اطاعت اور ان کی خدمت اور ادب و احترام کی اہمیت واضح ہے، گویا ربوبیت کے تقاضوں کے ساتھ اطاعت والدین کے تقاضوں کی ادائیگی ضروری ہے۔ احادیث میں بھی اس کی اہمیت اور تاکید کوخوب واضح کردیا گیا ہے، پھر بڑھاپے میں بطور خاص ان کے سامنے ہوں اُف تک کہنے اور انہیں ڈانٹنے ڈپٹنے سے منع کیا ہے، کیونکہ بڑھاپے میں والدین کمزور، بے بس اور لاچار ہوجاتے ہیں، جب کہ اولاد جوان اور وسائل معاش پر قابض و متصرف ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں جوانی کے جذبات اور بڑھاپے کے سرد وگرم، تجربات میں تصادم ہوتا ہے، ان حالات میں والدین کے ادب و احترام کے تقاضوں کوملحوظ رکھنا بہت ہی مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے یہاں سرخرو وہی ہوگا جو ان تقاضوں کوملحوظ رکھے گا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک شخص نے نبی کریمﷺ سے پوچھا کہ اولاد پر ماں باپ کا کتنا حق ہے؟ سرکاردوعالمﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہاری جنت اور دوزخ ہیں۔یعنی اگرتم ماں باپ کی فرمانبرداری اور خدمت کرو گے اور ان کو راضی رکھو گے تو جنت پالوگے اور اس کے برعکس اگر ان کی نافرمانی اور ایذاء رسانی کرکے انہیں ناراض کرو گے اور ان کا دل دکھاؤ گے تو پھر تمہارا ٹھکانہ دوزخ میں ہوگا۔

حدیث نبویﷺ میں ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کو اولیت دی گئی ہے اور باپ کا درجہ اس کے بعد بتایا گیا ہے ۔ ایک صحابیؓ نے نبی کریمﷺ سے پوچھا کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے؟ آپﷺ نے فرمایا: تیری ماں۔ اس نے پھر یہی پوچھا کہ اس کے بعد ۔ آپﷺ نے فرمایا: تیری ماں۔ صحابیؓ نے تیسری مرتبہ پوچھا، اس کے بعد۔ آپﷺ نے تیسری مرتبہ بھی یہی جواب دیا۔ چوتھی مرتبہ پوچھنے پر آپﷺ نے فرمایا ،پھرتمہارا باپ۔ (صحیح مسلم)

والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی بے پناہ تاکید کے پس منظر میں ضرور یہ سوال پیدا ہوگا کہ والدین اگر کافر و مشرک ہوں، یا وہ کفر و شرک اورخلافِ شریعت امور کا حکم کریں، ایسی صورت میں وہ راضی و خوش رہیں تو ایسی صورت میں اولاد کا کیا رویہ ہونا چاہیئے؟ اس حوالے سے بھی کتاب و سنت میں واضح رہنمائی موجود ہے۔ مختصر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق والدین سے بڑھ کر ہے لہٰذا کفر وشرکت، خلاف شریعت کام اور اللہ کی ناراضی والے امور میں والدین کی یا کسی کی بھی اطاعت جائزنہیں۔ اسی طرح والدین کے کفر وشرکت کے باوجود دنیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک، ان کا ادب و احترام اور ان کی خدمت و فرمانبرداری ضروری ہے۔ اسلام اس سے منع نہیں کرتا بلکہ اس کی ترغیب دیتا اور تاکید کرتا ہے۔ قرآن پاک میں ایک جگہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اور اگر دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تُو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہوتو تُو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو، تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کردوں گا۔“ (لقمان)

ہم جب اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ماں باپ دونوں کی برابر کی ذمہ داریاں ہوتی ہیں کہ گھر اور خاندان کے امور مل جل کر نبھائیں۔اس طرح ماں اور باپ کے درمیان ذمہ داریوں کی تقسیم اسلام کے بتائے ہوئے طریقے سے ہم آہنگ ہوتی ہیں ،جو ذمہ داریاں عورت پوری نہیں کر سکتی، انہیں مرد کی ذمہ داری قرار دیا گیاہے اور جو ذمہ داریاں مرد ادا نہیں کرسکتے ،وہ عورت کی ذمہ داریاں قراردی گئی ہیں۔ اس طرح دونوں ایک دوسرے کے معاون و مددگار کی حیثیت رکھتے ہیں اور دونوں ایک ہی ترازو کے دو پلڑے دیکھے اور سمجھے جاتے ہیں۔

والدین کے ساتھ نیکی (بر) کرنے کا مطلب ،ان سے حسن سلوک کرنا ہے۔ اس میں ان کی خدمت ،اطاعت،ادب واحترام سب کچھ آجاتا ہے۔ کیونکہ حسن سلوک میں یہ ساری چیزیں شامل ہیں۔ان کی خدمت میں یا ان کی اطاعت و فرماں برداری میں یا ان کے ادب و احترام میں کوتاہی حسن سلوک کے منافی ہے۔ بہرحال والدین کے ساتھ حسن سلوک بھی افضل اور محبوب ترین اعمال میں سے ہے۔جیسا کہ پرندے ،جب وہ اپنے بچوں کو اپنے سایہ شفقت میں لیتے ہیں تو ان کے لئے اپنے بازوؤں کو پست کردیتے ہیں ۔ یعنی تو بھی والدین کے ساتھ اس طرح اچھا اور پرشفقت معاملہ کرنا اور ان کی اس طرح کفالت کر جس طرح انہوں نے تیرے بچپن میں تیری پرورش کی۔جب پرندہ اُڑنے اور بلند ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے بازو پھیلا لیتا ہے اور جب نیچے اُترتا ہے تو بازوؤں کو پست کردیتا ہے ۔ اس اعتبار سے بازوں کے پست کردینے کے معنی والدین کے ساتھ تواضع اور عاجزی کے اظہار کرنے کے ہوں گے۔

اگرچہ عمر کے تمام حصوں میں والدین کا ادب واحترام کرنا چاہئے لیکن ان کی طرف زیادہ تر توجہ اس وقت ہونی چاہئے جب وہ بوڑھے ہوجائیں کیونکہ وہ بھی اسی طرح بے یارو مددگار ہوجاتے ہیں جیسے ہم بچپن میں تھے اللہ تعالیٰ نے خود اس کی وضاحت اپنی کتاب میں فرمائی ہے اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا (بنی اسرائیل)

افسوس کا مقام ہے ہم دین اسلام کے فرائض سے بھی دور ہوتے جارہے ہیں ان میں سے ایک والدین سے حسن سلوک بھی ہے کہ مغرب کی اندھا دھند تقلید میں ہمارے ہاں بھی اولڈ ہاؤس بن رہے ہیں والدین کو اولاد ان کے گھر سے نکال رہی ہے یا خود ان کو چھوڑ کر الگ ہو جاتی ہے ۔اور اس بے حسی ،ظلم ،پر ذرا بھی شرمسار نہیں ہے موجودہ عہد میں والدین سے بدسلوکی، بدزبانی، طعنے دل دکھانے والی باتیں تو ایک معمول بن چکا ہے۔ اولاد اتنی مصروف ہوگئی ہے ان کے پاس ماں باپ کے پاس بیٹھنے، باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔

دنیا بھر میں والدین کا عالمی دن ہر سال یکم جون کو منایا جا تاہے جس دن بچوں کے پرورش، تربیت اور کردار سازی میں والدین یعنی ماں اور باپ کی باہمی محنت ،لگن اور خلوص پرخراج تحسین پیش کیا جاتا ہے جب کہ بچوں کے والدین کے ساتھ تعلقات پرروشنی ڈالی جاتی ہے۔بچوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت میں ماں اور باپ دونوں کا اہم کردار ہوتا ہے دونوں مل کر زندگی کی گاڑی کو کھینچتے ہوئے منزل مقصود تک لے جاتے ہیں اور یہ منزل اولاد کے بہتر مستقبل کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟اولاد کے اچھے مستقبل کی خاطر اپنا آپ مارنے والے والدین اپنی تمناؤں اور خواہشوں کو بیچ کر اولاد کا اچھا مستقبل خریدتے ہیں جس کے لیے ماں کے علیحدہ حقوق اور فرائض ہیں اور باپ کے حصے میں دوسری ذمہ داریاں آتی ہیں۔عالمی سطح پر بچوں پر ماں اور باپ کے علیحدہ علیحدہ حقوق کو یکجا کر کے ایک کردار وضع کیا گیا ہے اور اسی کے تناظر میں والدین کا عالمی دن منایا جاتا ہے جس میں ماں ، باپ اور بچوں کے تعلقات،حقوق اور فرائض پر بحث کی جاتی ہے۔عالمی سطح پر یہ دن انفرادی طور پر الگ الگ تاریخوں میں منایا جاتا ہے لیکن بعد ازاں اقوام متحدہ نے والدین کے عالمی دن منانے کے لیے یکم جون کومختص کردیا گیا۔جبکہ یہ بات بھی مسلم ہے کہ والدین سے محبت کسی ایک دن کی محتاج نہیں ہے یہ تو پیدائش سے موت تک اولاد کے رگ و پے میں رچی بسی ہوتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ناک خاک آلود ہوئی (ذلیل ہوا) یہ بات آپ نے تین دفعہ فرمائی۔ لوگوں نے پوچھا اے رسول اللہ کون ذلیل ہوا؟ آپ نے فرمایا وہ شخص جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان دونوں میں سے ایک یا دونوں کی خدمت کرکے جنت میں داخل نہ ہوا۔(مسلم)

اسلام نے سب کچھ ہمارے لیے بیان کر دیا ہے اور والدین کی نافرمانی کے سلسلے میں سزائیں بھی مقرر کر دی ہیں لیکن ان سب کے باوجود اگر معاشرے کا جائزہ لیا جائے تو بہت افسوس کے ساتھ یہ نتیجہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ اکثر اولاد اپنے بزرگ والدین کی نافرمان ہی نہیں بلکہ ان کو ایذا رسانی میں مبتلا کرتے ہیں بہت سے والدین کوتو گھر سے بھی بے گھر ہونا پڑتا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی اولاد کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں۔مغرب کے اکثر ممالک اور ہمارے ملک کے کافی شہروں میں تو بیت عجائز کے نام سے ایک محکمہ ہی شروع ہو گیا ہے جس میں اولاد اپنے والدین کو داخل کر کے سکون سمجھتے ہیں ۔ہمیں اپنی آنے والی نسلوں کی فکر کرنی چاہیے کہ اگر ہمارا یہی رویہ اپنے بزرگ والدین کے ساتھ رہا تو وہ دن دور نہیں کی ہمارے خلف پر اپنے والدین کی تعظیم سے بالکل ہی غافل رہیں گے اور معاشرہ والدین کی دعاؤں کے بغیر ترقی کی راہ پر بھی گامزن نہیں ہوسکتا۔

لہٰذا اگر ہم اس قضیہ کی تحلیل کریں کہ حقوق والدین کی رعایت لازم ہے تو یہ نتیجہ نکلتاہے کہ حقوق والدین کی رعایت کرنا انسانیت اور فطرت کا تقاضا ہے کیونکہ ماں باپ اولاد کے وجود میں علت کی حیثیت رکھتے ہیں لہٰذااپنی تمام تر توانائی اور جوانی اولاد کی فلاح وبہبود اور پرورش میں صرف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تاکہ اولاد جوان اورصحت مند نظر آئے اور بڑھاپے میں کچھ سہارا بن سکے لہٰذا ان کے حقوق کو ادا کرنا حقیقت میں ایک قرضہ ادا کرنے کی مانند ہے جو ہمارے ذمہ ہے اس کو ادا کرنے کے نتیجہ میں کل ہمارے بچے بھی ہمارے حقوق کی رعایت کریں گے۔

ہم کو ہر روز شام کو تھوڑا وقت والدین کو دینا چاہیے ان کی بنیادی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے ،نرمی سے بات کرنی چاہیے ۔مغرب کی طرح سال میں کوئی ایک دن منانے کی بجائے اللہ کی خوشنودی کے لیے اس دن کوہر روز منانا چاہیے ۔ اللہ پاک سب کے والدین کا سایہ ان کے سروں پرسلامت رکھے اورجن کے والدین اس دنیا میں نہیں ہیں انہیں صبر عطا کرے ۔آمین ☆☆☆☆☆☆

عالمی یوم ماحولیات اور ہماری ذمہ داریاں

ماحول کے اثرات کائنات میں موجود تمام اشیا پر مرتب ہوتے ہیں

تحریم رفعت

وجود کائنات بلا شبہ اللہ تعالیٰ کی انسان کیلئے نعمت و رحمت کی اعلیٰ مثال ہے۔ اس کرہ ارضی پر بنی نوع انسان بستے ہیں لہٰذا کائنات کی تمام تر رنگینیاں، رعنائیاں، زیبائشیں، دلکشی اور حشر سامانی انسان ہی کیلئے تخلیق کی گئی ہیں۔ انسان جسے معاشرتی حیوان کا نام بھی دیا گیا ہے ہمیشہ گروہ کی صورت میں رہنا پسند کرتا ہے، انسان جہاں بھی جائے، کہیں بھی رہے یہ اپنی آسائش کا سامان اکٹھا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ کسی بھی ماحول میں آہستہ آہستہ رہنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ اس بات کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کرہ ارضی پر مختلف اقسام کے موسم اور آب و ہوا بنائے ہیں، کہیں خطے میں زمین ہموار اور آب و ہوا گرم ہے تو کسی قطعہ ارضی کو بلند و بالا پہاڑ، سنگلاخ چٹانوں سے مزین کیا ہے اور آب و ہوا کو بھی سرد رکھا ہے، کہیں سرسبز و شاداب وادیاں، لہلہاتی فصلیں، ندی نالے غرض کہ خطہ ارضی کو مختلف النواع موسموں سے مزین کیا ہے۔ انسان کی جبلت میں شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیت کردہ عقل سلیم کے ذریعے یہ اپنے رہنے کے لئے ہر طرح کے ماحول کو سازگار بنا لیتا ہے اور خود بھی اسی ماحول کا عادی ہو کر زندگی بسر کرنا شروع کر دیتا ہے۔

ماحول کا خلاصہ ہوا، مٹی اور پانی ہے لہٰذا اس کے اندر حیاتیاتی، کیمیائی، طبیعاتی اور نباتاتی اجزاء و عناصر شامل ہوتے ہیں۔ جبکہ لفظ ماحول کا اطلاق کل عالم میں موجود تمام اشیاء پر ہوتا ہے۔ ماحولیات اللہ تعالیٰ کے خاص نظام اعتدال و توازن پر قائم ہے۔ ماہرین ماحولیات جو ماحول سے فقط ہوا، مٹی اور پانی مراد لیتے ہیں، پاکیزگی یا آلودگی کے حوالے سے بھی وہ فقط ہوا، مٹی اور پانی کی ہی پاکیزگی یا آلودگی کے ہی قائل ہیں جبکہ بعض مفکرین نے ماحول کی پاکیزگی یا آلودگی میں معاشی و معاشرتی، طبعی و اخلاقی، دینی و سیاسی اور تعلیمی و تعلم کے پہلوؤں کو بھی ماحولیاتی پاکیزگی یا آلودگی میں شامل کیا ہے۔ ان مفکرین کا ماننا ہے کہ جس طرح ہوا، مٹی اور پانی کی پاکیزگی یا آلودگی انسان کی صحت، طبعیت اور رجحانات کو متاثر کرتی ہے اسی طرح مذکورہ دیگر عناصر بھی انسان کے اخلاق و کردار اور میلان و رجحانات پر شدید اثر انداز ہوتے ہیں اور کسی بھی معاشرے کے پاکیزہ یا آلودہ ہونے کا دار و مدار ان مذکورہ عناصر و اقسام پر بھی ہوتا ہے۔ اس بات کو مختصراً ایسے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ انسان پر ماحول کے دو طرح کے اثرات مرتب ہوتے ہیں ایک ذہنی و اخلاقی طور پر اور دوسرا جسمانی و طبعی طور پر۔

موجودہ زمانے میں اگر ماحولیاتی پاکیزگی یا آلودگی کی بات کی جائے تو یہ پہلو نہایت توجہ کا طالب ہے کہ ماحولیاتی پاکیزگی کو ماحولیاتی آلودگی کسی خوفناک اژدھے کی مانند کھا گئی ہے اور باقی ماندہ پر اس اژدھے کی پرچھائیاں منڈلا رہی ہیں جو اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جلد ہی ماحول میں صرف

آلودگی کا راج ہوگا۔ ماحولیاتی پاکیزگی کیلئے خاطر خواہ توجہ اور انتظامات نہ ہونے کے مترادف ہیں جبکہ ماحولیاتی آلودگی کو پروان چڑھانے میں انسان کا اپنا کردار ہی دیدہ و دانستہ شامل ہے۔ یہ صرف لفظی جمع خرچ نہیں بلکہ دل دہلا دینے والی سچائی اور حقائق پر مبنی مشاہدہ ہے جسے ہر انسان اپنے گرد و نواح کے ماحول پر مفکرانہ نظر دوڑا کر انسانوں کی طرف سے ہی پھیلائے گئے ظلاظت و گندگی اور آلودگی کے مظاہر نظر آئیں گے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ غلاظت و تعفن کے انبار انسانی زندگی اور ماحول پر مہلک اثرات کا باعث بن رہے ہیں۔

من حیث القوم مجموعی طور پر ہم انسانوں نے ماحول کو پاکیزہ، صاف ستھرا اور پر فزا رکھنے کے امور کو بے دردی سے نظر انداز کر رکھا ہے اور اسے دوسروں کی ذمہ داری شمار کرتے ہیں، حالانکہ یہ سوچ اور فکر اس وقت دم توڑ جاتی ہے جب ہم کسی بھی مقام اور کسی بھی موقع پر ہمہ اقسام اشیاء کو ماحولیاتی آلودگی میں شامل کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر کچرا دان سامنے بھی ہو تو ہم اس کا استعمال نہیں کرتے اور اگر اس وقت ماحول کو صاف رکھنے اور آلودگی نہ پھیلانے کا خیال ہمارے ذہنوں پر دستک دے بھی تو ہم اسے دھتکار دیتے ہیں۔ تب کچرے نہ پھیلانے کی ذمہ داری کا احساس ہمارے ضمیر کو نہیں جھنجھوڑتا بلکہ ہمارے ہی جیسے دوسروں انسانوں کی طرف سے پھیلائی گئی غلاظت و گندگی دیکھ کر یا تو ہم آنکھیں موند لیتے ہیں یا صرف انتظامیہ اور دوسرے لوگوں کو ہی برا بھلا کہتے ہیں اور تعفن و غلاظت کو دور کرنے میں عملی طور پر سست روی کا شکار اور دوسروں کو ذمہ دار سمجھ رہے ہوتے ہیں۔

معاشرے میں ایک طرف انسانی آبادی تیزی سے بڑھتی چلی جا رہی ہے اور دوسری طرف جنگلوں اور آبی ذخائر میں کمی واقع ہو رہی ہے، گرد و نواح کے ماحول کو صاف رکھنے کی بجائے اسے مزید آلودہ کرنے کی طرف غیر سنجیدگی کا عمل جاری ہے۔ یہ انسان ہی ہے جو سڑکوں پر نت نئی طرز کی حامل گاڑیوں کو تو دوڑائے چلا جا رہا ہے مگر ان سے نکلنے والے دھویں اور کثافتوں سے ماحول کو محفوظ رکھنے کی طرف توجہ دینا گوارا نہیں کرتا۔ صنعتی انقلاب کے ماحولیاتی آلودگی پر مُضرِ صحت اثرات کا علاج کھوجنا گویا معاشرے یا حکومت کی ذمہ داری ہی نہیں ہے۔ اگر غور و فکر کی جائے تو یہ درخت ہی ہیں جو انسان کی زندگی کے ضامن ہیں، انہیں کی پیدا کردہ آکسیجن کی بدولت انسان سانس لے پاتا ہے، یہی درخت ماحول کو خوشگوار اور پُرفزا بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سورج کی تپش اور گرمی سے ماحول کو بچا کر سازگار کرنا درختوں ہی کی مرہون منت ہے۔ موسمی درجہ حرارت بڑھ جانے کی وجہ سے ماحولیات کا توازن ہچکولے کھا رہا ہے۔ موسمیاتی تبدیلی کا باعث انسان کی اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا نتیجہ ہیں کہ اس نے موحولیاتی آلودگی پر قابو نہیں پایا اور انسان کو سورج کی الٹراوائلٹ شعاعوں سے بچانے والی اوزون نامی گیس کی پرت میں سوراخ ہو گئے اور سورج کی شعاعوں براہ راست زمینی موسم پر اثر انداز ہو رہی ہے جو انسانی زندگی کیلئے خطرناک ہے۔

اسی طرح پانی انسانی حیات کیلئے دوسری بنیادی ضرورت ہے اس کے بغیر کوئی بھی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔ پاکستان سمیت دنیا کے مختلف ممالک میں انسانوں کو پینے کے صاف پانی کی سہولیات دیگر انسانوں کی نسبت کم میسر ہیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک کے مختلف حصوں میں گدلا پانی یا پھر صنعتی ترقی کی بدولت کیمیکل اور فضلوں کی بدولت زہریلا پانی ہے۔ کیمیائی مادے اور زہریلے، مُضرِ صحت اثرات انسانی جسم میں منتقل ہو کر مختلف النوع بیماروں کا سبب بن رہے ہیں۔ ماحولیاتی آلودگی صحت مند معاشرے کی تشکیل میں رکاوٹ نظر آتی ہے۔

اسلامی تعلیمات کے تناظر میں دیکھا جائے تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصولی ہدایات، مؤثر تعلیمات اور عملی اقدامات سے ماحولیات کو پاکیزہ رکھنے کی تلقین کی۔ قرآنی تعلیمات ہمیں بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان، لیل و نہار، دریا و سمندر، چرند پرند، باغات و حیوانات، بادل اور ہوا الغرض کائنات کی ہر چیز کو نظام توازن و اعتدال کے تحت تخلیق کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نائب ہونے کے ناطے انسان کو اس ماحولیاتی توازن اور اعتدال کو برقرار رکھنے کا ذمہ دیا گیا

ہے۔ پس انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی اس ذمہ داری کا احساس کرے اور دوسروں کو مورد الزام ٹھہرانے کی بجائے ازخود کمر بستہ ہوکر اپنی بساط کے مطابق کائنات میں موجود نظام قدرت کے اعتدال اور توازن کو برقرار رکھنے کی سعی کرتا رہے اور اس نظام میں خلل ڈالنے سے گریز کرے۔

قرآن مجید شاہد ہے کہ اللہ رب العزت نے چاند اور سورج، پھل پھول، آسمان کی بلندی، سمندروں کی گہرائی، اناج اور دیگر لامحدود نعمتیں انسان کیلئے تخلیق فرمائیں اور انسان کے سپرد کرنے کے بعد اسے تعلیم بھی دی کہ یہ تمام نظام اللہ تعالیٰ نے بنائے ہوئے ایک خاص نظام کے تحت چل رہے ہیں۔ پس ان سے فائدہ اور نفع حاصل کرو، اس نظام قدرت کے توازن و اعتدال میں خلل نہ ڈالو۔ کیونکہ اگر انسان اس نظام قدرت میں خلل ڈالے گا تو نقصان کا مرتکب ہوگا اور اس کے برے اثرات بھی برداشت کرنا ہونگے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا استعمال بھی اعتدال اور توازن سے ہی کرنا ہے اس میں اسراف سے کام نہیں لینا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماحولیات کے تحفظ سے متعلق ہدایات ارشاد فرمائیں کہ سایہ دار درخت کے نیچے اور راستے میں گندگی یا غلاظت نہ پھیلاؤ۔ درختوں کو بے جا کاٹنے سے منع فرمایا گیا کیونکہ ہرے بھرے درخت انسانوں اور جانوروں کو فائدہ دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی پیڑ کو (بلاضرورت) کاٹے گا، اللہ تعالیٰ اس کا سر جہنم میں ڈالے گا۔ (ابوداود5239)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذات خود درخت بھی لگائے اور ترغیب بھی دی۔ زمین کو غیر آباد چھوڑنے کی بجائے اسے کاشت کرنے اور زرخیز رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :جب کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے یا کاشتکاری کرتا ہے اور اس پیڑ سے انسان، پرندے یا جانور پھل یا پتے کھاتے ہیں تو یہ پیڑ لگانے والے کیلئے صدقہ جاریہ ہے۔ (بخاری2320 :) ایک اور مقام پر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو شجرکاری کی اہمیت کا واضح کرتا ہے کہ اگر قیامت کا وقت آ جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہو اور قیامت برپا ہونے سے پہلے وہ اسے لگا سکتا ہے تو اُسے ضرور لگا دینا چاہیے، کیونکہ اس شجرکاری پر اجر ملے گا۔

کرہ ارضی پر ماحولیاتی آلودگی کے باعث اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات کی حیات کو خطرات لاحق ہو رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی سمیت حیوانات کی حیات کو کرہ ارضی پر قائم رکھنے کیلئے آج ماحولیاتی اصلاح اور پاکیزگی کی اشد ضرورت ہے۔ ماحولیاتی کثافتوں کو دور کرنے کیلئے نہ صرف حکومت اور اداروں کو کام کرنا ہے بلکہ انسان کو اپنے اردگرد اپنے رہنے کے ماحول کو بھی صاف ستھرا رکھنے کیلئے کلیدی کردار ادا کرنا ہے۔ جس طرح انسان کا اس کرہ ارضی پر زندہ رہنا ضروری ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ دیگر مخلوقات چاہے وہ خشکی پر رہتی ہیں، جنگلوں اور پہاڑوں پر رہتی ہیں یا سمندروں کی گہرائیوں میں، تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں۔ ان کی حیات کو بھی آلودگی سے محفوظ رکھنا انسان ہی کی ذمہ داری ہے۔

افراد معاشرے میں ماحول کو گندگی اور غلاظت سے محفوظ رکھنے اور اصلاح و پاکیزگی کا رجحان پیدا کرنے کیلئے نصابی تبدیلیوں کی بھی ضرورت ہے اور مرورِ زمانہ رائج تمام میڈیا پلیٹ فارمز کو بھی استعمال میں لانے کی ضرورت ہے۔ ماحول کے عالمی دن کے موقع کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً ماحولیات میں پاکیزگی کی اہمیت پر پروگرامز منعقد ہونے چاہییں، نیز سیر و سیاحت کی ضرورت و اہمیت پر جتنا زور دیا جاتا ہے اور جتنا پیسہ اور توجہ صرف کی جاتی ہے اتنی ہی توجہ سیرگاہوں کو صاف رکھنے پر بھی دی جانی چاہییں۔ اس ضمن میں حکومتی اداروں سے لے کر نجی سیاحتی گروپس کو بھی احساس ذمہ داری ہونا چاہیے کہ سیر و سیاحت کی آڑ میں ماحول کو گندگی کا ڈھیر نہ بنائیں بلکہ سیرگاہوں کو بھی صاف ستھرا رکھنا اپنا اولین فرض سمجھیں۔

☆☆☆☆☆

خصوصی رپورٹ: ویمن اعتکاف 2022ء

شہر اعتکاف منہاج القرآن کی پہچان ہے

انتظامی کمیٹیوں کے سربراہان و ممبران کو اعلیٰ خدمات پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی خصوصی مبارکباد

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام حرمین شریفین کے بعد اسلامی دنیا کا سب سے بڑا اجتماعی اعتکاف جامع المنہاج (بغداد ٹاون) ٹاون شپ لاہور میں منعقد ہوتا ہے۔ تزکیہ نفس، اصلاح احوال، توبہ اور آنسوؤں کی بستی شہر اعتکاف تحریک منہاج القرآن کی پہچان ہے۔ شہر اعتکاف میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے علمی وفکری اور تربیتی خطاب ہوئے۔ دنیا بھر سے تشنگان علم نے اپنی پیاس بجھائی اور اپنی تربیت کا سامان کیا۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری چیئرمین سپریم کونسل اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری صدر سپریم کونسل نے تربیتی لیکچرز دیئے۔ مزید ڈاکٹر غزالہ حسن قادری ممبر سپریم کونسل اور فضہ حسین قادری کی معتکفات کے ساتھ خصوصی نشستیں رہیں۔ رمضان المبارک میں خواتین کے اعتکاف گاہ کے جملہ انتظامات و انصرام کے لیے درج ذیل کمیٹیاں تشکیل دی گئیں:

مرکزی کمیٹی:

نگران : محترمہ فرح ناز

سربراہ : محترمہ سدرہ کرامت

سیکرٹری : محترمہ انیلہ الیاس

ڈپٹی سیکرٹریز : محترمہ عائشہ مبشر، محترمہ ام حبیبہ اسماعیل

انتظامی کمیٹی :

ہالز : محترمہ ام حبیبہ اسماعیل

پنڈال : محترمہ انیلہ الیاس

آؤٹ ڈور : محترمہ عائشہ مبشر

استقبالیہ کمیٹی :

سربراہ : محترمہ آمنہ مغل ان کے ساتھ 10 رکنی ٹیم تھی۔

رجسٹریشن و الاٹمنٹ کمیٹی:

سربراہ : محترمہ سیما قراۃ العین

سیکرٹری : محترمہ مصباح مصطفیٰ

ڈپٹی سیکرٹریز : محترمہ مریم اقبال، محترمہ صباء اسلم

ان کے ساتھ 70 رکنی ٹیم تھی

DFA کمیٹی:

سربراہ : محترمہ فاطمہ سعید ڈیوٹی کارڈز 12 :رکنی ٹیم

ریکارڈ کیپنگ :

سربراہ : سیما قراۃ العین

میڈیکل کمیٹی :

سربراہ : محترمہ ثناء وحید

سیکرٹری : محترمہ سعدیہ نورین

ڈپٹی سیکرٹری : محترمہ سامعہ اشرف ڈیوٹی کارڈز 10رکنی ٹیم

سٹالز و کینٹین کمیٹی:

سربراہ : محترمہ ارشاد اقبال 10رکنی ٹیم

سیکورٹی کمیٹی :

سربراہ : فریدہ سجاد

نائب سربراہ : محترمہ طیبہ کوثر

سیکرٹریز : محترمہ مصباح عثمان , محترمہ حبیبہ حنا، محترمہ سحر غنی

ڈپٹی سیکرٹریز: محترمہ ریحانہ رشید، محترمہ حافظہ سرفراز، محترمہ مریم ذیشان

انچارج پٹرولنگ ٹیم : محترمہ فریدہ علوی

گروپ انچارجز: محترمہ فرح امیر، محترمہ عائشہ صادق، محترمہ ریحانہ اشرف، محترمہ مریم ذیشان، محترمہ راضیہ غنی، محترمہ روبینہ

100رکنی ٹیم

ڈسپلن وشیڈول (نگرانی معمولات) کمیٹی :

سربراہ : محترمہ رافعہ عروج ملک ڈیوٹی کارڈز 60:رکنی ٹیم

رابطہ و ملاقات کمیٹی :

سربراہ: محترمہ فاطمہ کامران

سیکرٹری: محترمہ مصباح مصطفیٰ 10 رکنی ٹیم

Theme، ڈیکوریشن ،گائیڈینس اینڈ روزانہ سٹیج تیاری کمیٹی:

سربراہ : محترمہ رافعہ عروج ملک

میس کمیٹی :

سربراہ : محترمہ حدیقہ بتول

سیکرٹریز : محترمہ عذرا لیاقت ،محترمہ فرحت ساجدہ

ڈپٹی سیکرٹریز: محترمہ فاریہ، محترمہ مصباح مصطفیٰ، محترمہ صباء اسلم

130:رکنی ٹیم

صفائی کمیٹی :

نگران: محترمہ آصفہ صفدر

سربراہ: محترمہ ہاجرہ قطب اعوان 60:رکنی ٹیم

کنٹرول روم کمیٹی :

سربراہ : محترمہ ارشاد اقبال

نائب سربراہ : محترمہ ام حبیبہ اسماعیل

10:رکنی ٹیم

سالانہ عالمی روحانی اجتماع کمیٹی :

سربراہ : نورین علوی

نائب سربراہ : محترمہ فہنیقہ ندیم 40:رکنی ٹیم

حلقہ جات کمیٹی :

سربراہ: محترمہ لبنیٰ مشتاق

سیکرٹری : محترمہ صائمہ نور

ذمہ داریاں : محترمہ سعدیہ الماس

محفل ذکر و نعت کمیٹی:

سربراہ : محترمہ انیلہ الیاس 20:رکنی ٹیم

باجماعت نماز وصلوٰۃ التسبیح کمیٹی:

سربراہ : محترمہ حافظہ سحر عنبرین

سیکرٹری : محترمہ صبا اسلم

ممبر شپ و زکوٰۃ کولیکشن کمیٹی :

سربراہ : محترمہ حافظہ سحر عنبرین

سیکرٹری : محترمہ صبا اسلم 10:رکنی ٹیم

ساؤنڈ سسٹم و اعلانات کمیٹی :

سربراہ : محترمہ حدیقہ بتول

سیکرٹری : محترمہ وردہ سحر 7:رکنی ٹیم

الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا کمیٹی:

سربراہ : محترمہ عائشہ مبشر

سوشل میڈیا کمیٹی :

سربراہ: محترمہ جویریہ وحید

سیکرٹری: محترمہ انشراح نوید 35:رکنی ٹیم

اجتماعی لیکچرز کمیٹی:

سربراہ : محترمہ عائشہ شبیر

کالج کوآرڈینیشن کمیٹی:

سربراہ : محترمہ ام حبیبہ اسماعیل

ایم ایس ایم سسٹرز کمیٹی:

سربراہ: محترمہ آمنہ مغل

سیکرٹری: محترمہ ہنیم مریاء 20:رکنی ٹیم

اعتکاف کمیٹی : ایگرز

نگران: محترمہ شازیہ بٹ

سربراہ: محترمہ ام کلثوم قمر

سیکرٹری: محترمہ سعدیہ احمد

ڈپٹی سیکرٹریز: محترمہ بسمہ خالد،محترمہ شمظہ لطیف ،محترمہ اریبہ خالد

30:رکنی ٹیم

WOICE کمیٹی:

سربراہ: محترمہ عائشہ مبشر

سیکرٹری: محترمہ مریم اقبال 5:رکنی ٹیم

VIPشیڈول کمیٹی:

سربراہ : محترمہ حلیمہ سعدیہ 5:رکنی ٹیم

خدیجہ ہال :

سربراہ : محترمہ حریرہ باور

نائب سربراہ : محترمہ نسرین اسلم

سیکرٹری : محترمہ عطیہ سہیل 50:رکنی ٹیم

فاطمہ ہال گراؤنڈ فلور:

سربراہ : محترمہ مصباح مصطفیٰ 30:رکنی ٹیم

فاطمہ ہال فرسٹ فلور:

سربراہ : محترمہ آمنہ مغل 30:رکنی ٹیم

بیت الزہرا فرسٹ فلور:

سربراہ : محترمہ فوزیہ جنید 30:رکنی ٹیم

بیت الزہرا سیکنڈ فلور :

سربراہ : محترمہ نورین علوی

نائب سربراہ: محترمہ فہنیقہ ندیم

سیکرٹری : محترمہ ناعمہ باسط 30:رکنی ٹیم

بیت الزہرا تھرڈ فلور:

سربراہ : محترمہ بشریٰ 30:رکنی ٹیم

شیڈول کمیٹی برائے گرلز کالج طالبات:

سربراہ : محترمہ جویریہ حسن

سیکرٹری : محترمہ انیلہ الیاس

وائنڈ اپ کمیٹی:

سربراہ : محترمہ ارشاد اقبال

سیکرٹری : محترمہ نورین علوی

سیکرٹری : محترمہ سعدیہ احمد

☆☆☆☆☆

فقہی مسائل

کیا میک اپ پر وضو ہو جاتا ہے؟

کیا دورانِ نماز موبائل فون بند کرنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے؟

پیغمبرانِ خدا پر بننے والی فلموں کو بنانا اور دیکھنا جائز ہے؟

خصوصی رپورٹ

سوال: کیا دوران نماز موبائل بند کرنے سے نماز ادا ہو جائے گی؟

جواب: اگر یہ عمل بار بار نہ ہو بلکہ ایک یا دو بار ایسا کر لیا تو اس سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ یہ عمل قلیل ہے۔ اس کے برعکس اگر اس نے بار بار ایسا کیا تو عمل کثیر کی بناء پر نماز فاسد ہو جائے گی۔

موبائل سامنے رکھے ہونے کی صورت میں نمازی نے دورانِ نماز اگر ایک آدھ مرتبہ موبائل پر آنے والے فون کا نمبر دیکھ کر زبان سے تکلم کیے بغیر اسے بند کر دیا تو اس سے بھی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ جیسا کہ امام طحطاوی فرماتے ہیں:

(لو نظر المصلی إلی مکتوب وفہمہ) سواء کان قرآنا أو غیرہ قصد الاستفہام أو لا أساء الأدب، ولم تفسد صلاتہ لعدم النطق بالکلام. طحطاوی، مراقی الفلاح 187 :)

نمازی نے (دورانِ نماز) ارادتاً یا غیر ارادی طور پر کسی تحریر کی طرف دیکھا اور اسے سمجھ لیا خواہ وہ قرآن یا اس کے علاوہ کوئی تحریر ہے تو ادب کے خلاف ہے لیکن نطقِ کلام نہ پائے جانے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔

سوال: حضرت یوسف کی زندگی پر 28 گھنٹوں کی ایک فلم بنائی گئی ہے۔ اس میں حضرت یوسف کے بچپن سے لے کر اس وقت تک کی تفصیل بتائی گئی جب حضرت یوسف حضرت یعقوبؑ سے ۴۰ سال بعد ملے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ فلم دیکھنا جائز نہیں کیونکہ اس میں حضرت یوسف اور حضرت یعقوبؑ کی اداکاری بھی کی گئی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ کئی واقعات اس میں غلط بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن یہ فلم لوگوں کی ہدایت کا بھی ذریعہ ہے۔ دوسرا یہ کہ آج کل ٹی وی پر جو برے پروگرام دکھائے جاتے ہیں ان سے تو یہ فلم اچھی ہی ہے۔ اور کیا یہ فلم دیکھنا جائز ہے؟ اور فلم بنانے والوں کے لئے کیا یہ فلم بنانا جائز ہے؟ اور کیا حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ پر ایسی فلم بنانا جائز ہے جس میں حضور ﷺ کی اداکاری بھی کی گئی ہو؟

جواب: اسلامی تہذیب وتمدن اور تعلیمات پر فلمیں بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ موجودہ ڈیجیٹل دور اہلِ اسلام سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ نئی نسل تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے منبر ومحراب کی اہمیت اور حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے جدید خطوط پر کام کریں۔ ہمارے دانست میں اسلامی تاریخ، شخصیات اور معاشرت کو فلمانے میں کوئی حرج نہیں۔

آپ کا بچوں کو اسلامی فلمیں دیکھانا درست عمل ہے۔ ایسی فلمیں اور ڈرامے جو واقعتاً اسلامی تاریخ، اسلامی تہذیب اور تعلیمات کی عکاس ہوں ان کا دیکھنا جائز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور اسوہ حسنہ کو فلمانے میں کوئی حرج نہیں، تاہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ بنائی جائے گی اور نہ ہی اسے پردہ سکرین پر لایا جائے گا، بلکہ باقی کرداروں کی مدد سے آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا اسوہ حسنہ اور تعلیمات کو ناظرین تک پہنچایا جائے گا۔

سوال: کیا میک اپ پر وضو ہو جاتا ہے؟

جواب: اعضائے وضو پر اگر کسی چیز کی تہہ جمی ہو اور پانی جلد تک نہ پہنچ پائے تو وضو نہیں ہوگا۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ.

اے ایمان والو! جب (تمہارا) نماز کیلئے کھڑے (ہونے کا ارادہ) ہو تو (وضو کے لئے) اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں (بھی) ٹخنوں سمیت (دھو لو)۔ (المآئدۃ، 6 :5)

اگر میک اپ میں صرف رنگ ہوں اور وہ اعضائے وضو تک پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ نہ ہوں تو میک اپ پر وضو ہو جائے گا۔ لیکن اگر میک اپ کی تہہ جمی ہو جو پانی کو اعضائے وضو کی جلد تک نہ پہنچنے دے تو میک اپ پر وضو نہیں ہوگا۔

سوال: ایک غیر شادی شدہ سیدہ لڑکی جو گریجویٹ ہے اور اس کی مالی حالات بھی بہت اچھے ہیں یعنی اس کو ملازمت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر وہ بغیر مجبوری کے ملازمت کرنا چاہتی ہے تو کیا اسلام اس کو اجازت دیتا ہے؟ اگر ملازمت کی جگہ غیر مردوں سے واسطہ پڑتا ہو تو اس صورت میں کیا حکم ہوگا؟ عورت کی ملازمت کی جائز صورتیں کون سی ہیں؟

جواب: اسلامی تقاضوں کے مطابق باپردہ اور محفوظ رہتے ہوئے باعزت طریقے سے عورتیں ملازمت کر سکتی ہیں۔ مگر اس میں بھی چند باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

ملازم عورتیں مرد افسروں کے ماتحت نہ ہوں۔

عورتوں کے کام کے شعبے مردوں سے الگ ہوں۔

کسی بھی حوالہ سے مردوں کو عورتوں تک رسائی نہ دی جائے۔

درج بالا امور کا لحاظ رکھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ مرد افسران ملازم خواتین کو غلط مقاصد کے لیے استعمال نہ کر سکیں۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرد افسران غریب عورتوں کو تنخواہوں میں اضافے، ملازمت میں ترقی اور اعلیٰ عہدوں کا لالچ دے کر ان کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔

ایسی اور اس جیسی برائیوں سے ممکنہ حد تک پاک شعبہ جات میں خواتین ملازمت کر سکتی ہیں۔

سوال: اذان سے پہلے درود کیوں پڑھا جاتا ہے؟

جواب: قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًاo

بے شک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبیِ (مکرمّ ﷺ) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔ (الأحزاب، ۳۳:۵۶)

اس حکم باری تعالیٰ میں نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کے لیے وقت کی کوئی قید نہیں ہے اور نہ ہی اذان سے پہلے درود و سلام پڑھنے کی قرآن و حدیث میں کہیں ممانعت آئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

جب تم مؤذن سے اذان سنو تو وہی کلمات کہو جو وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لیے جنت میں وسیلہ کی دعا مانگو، کیونکہ وہ جنت کا ایک ایسا مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو ملے گا، اور مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں ہوں گا، اور جو شخص میرے لیے اس مقام کی دعا مانگے گا اس کے حق میں میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔

(مسلم، الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم یسأل اللہ لہ الوسیلۃ، 509 :1، الرقم -738)

اس حدیث مبارکہ میں اذان کے بعد درود پڑھنے کا حکم ہے لیکن پہلے پڑھنے کی ممانعت نہیں ہے۔ لہٰذا اذان سے پہلے پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ منع کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ☆☆☆☆☆

گلدستہ

ہفتے میں دو روزے معمولاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مبارک ہے کہ مسلمان ایک آنت میں کھانا کھاتا ہے جبکہ کافر تین آنت میں

مرتبہ: حافظہ سحر عنبرین

ہفتے میں دو روزے:

رسول اللہ ﷺ کے معمولات میں پیر اور جمعرات کا روزہ بھی شامل تھا اور آپ ﷺ نے ان روزوں کو رکھنے کی ترغیب بھی دلائی۔ یعنی کہ ہفتے میں دو روزے۔

رسول اللہ ﷺ کا قولِ مبارک ہے کہ مسلمان ایک آنت میں کھانا کھاتا ہے جبکہ کافر تین آنت میں۔ اور ہمیں نصیحت فرمائی کہ جب خوب بھوک لگے تو کھانا کھاؤ اور ابھی بھوک باقی ہو تو چھوڑ دو۔

یہ عمل آج جدید میڈیکل کی زبان میں۔ " آٹو فیجیا (Autophagia) کہلاتا ہے۔

یہ انسانی جسم کو صحتمند رکھنے کا بہت عظیم راز ہے۔

جب کہ ہم معمول کے مطابق اپنی ضرورت سے زیادہ کھانا کھاتے رہتے ہیں تو جسم میں ایکسٹرا پروٹین، فیٹس اکٹھے ہو جاتے ہیں جو کہ جسم کی ضرورت سے زائد ہونے کے سبب جسم میں زہر کا کردار ادا کرتے ہیں اور مختلف بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

آج کی عام بیماریاں شوگر، کولیسٹرول اور بلڈ پریشر کا بنیادی سبب یہی ایکسٹرا فیٹس ہی بنتے ہیں۔

جب آپکو بھوک لگتی ہے تو جسم کے "ہنگر جوسز" (hunger juices) یعنی جسم میں کھانا ہضم کرنے کا خود کار نظام پوری طرح سے تیار ہو جاتا ہے۔

اگر ہم نے سو لقمے کھانے تھے مگر ستر پر ہاتھ روک لیا تو باقی تیس لقمے جنکی جسم کو ضرورت تھی جسم وہ ضرورت ان ایکسٹرا پروٹین اور فیٹس کو کھا کر پورا کرتا ہے۔

جسم اپنے خودکار نظام کے تحت اکٹھے ہونے والے زہر کو ختم کرتا رہتا ہے اور آپ صحتمند رہتے ہیں۔

اب جب تین روز کچھ کوتاہی ہوگئی اور آپ نے پیر کو روزہ رکھ لیا تو دن بھر کے طویل روزے کے باعث *آٹو فیجیا* کے عمل کو ایکٹو ہونے کا بھرپور موقع ملتا ہے اور تین روز کی کوتاہی کو وہ ریپئر کر دیتا ہے پھر دو روز کے معمولات اور جمعرات کا پھر روزہ۔

جب یہ سنتِ رسول ﷺ آپکے معمولات کا حصہ بن جاتی ہے تو بیماری پیدا کرنے والے سیل *آٹو فیجیا* کا عمل ہفتے میں دو بار دہرائے جانے کے باعث اکٹھے ہی نہیں ہو پاتے جس سے انسانی جسم صحت مند رہتا ہے۔

آج ہم سائنسی تحقیقات پر بہت یقین رکھتے ہیں، کیا ہم اس انتظار میں ہیں کہ سائنس رسول اللہ ﷺ کی سنتِ مبارکہ کو پروف کرے تو ہم اللہ کے رسول ﷺ سنتوں پر عمل کرنا شروع کریں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ سائنس رسول اللہﷺ کی سنتوں سے بہت پیچھے ہے اور آپ ﷺ کی ساری حیاتِ طیبہ، سنتیں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں اور انہی میں ہمارے لئے دنیا و آخرت کی کامیابیاں اور راحتیں ہیں۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ (کی زندگی) میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ (الأحزاب،۳۳:۲۱)

حکمت کی باتیں:

اگر دنیا کے اسباب اور سہولیات میں آپ کے لیے کمی رکھی گئی ھے اور آپ خوش ھیں تو یقیناً آپ کے اندر کی آنکھ کھلی ھوئی ھے۔۔۔اور اگر آپ اداس ہیں تو ذہن کے بند دریچے کھولیئے۔۔۔

آپ سوچیئے آپ کے پاس کس چیز کی کمی ھے اور غور کیجیئے کہ اس کے متبادل آپکو کیا دیا گیا ھے۔۔۔کیا اتنی سردی میں آپ کے پاس ہیٹر نہیں ھے، نہانے کو گرم پانی نہیں ھے تو یقیناً آپ نازک طبیعت کے نہیں ھوں گے۔۔۔آپ کو اللہ نے برداشت کرنے کی قوت سے بھی نوازا ھو گا۔

گاڑی نہیں ھے تو آپ زیادہ پیدل چلتے ہوں گے...آپکو فٹ رھنے اور ورزش کے لئے کسی مصنوعی طرز عمل یعنی treadmill کی ضرورت نہیں ھے۔

اگر آپ کے پاس پیسہ کم ھے اور آپ سادہ غذا کھاتے ہیں تو اس پروردگار کا شکر بجا لائیے کہ ساری دنیا اب نیچرل کھانوں کی طرف آ رھی ھے۔

نیچر بڑے انصاف پہ چلتی ھے۔۔۔غور و خوض کرنے کی بات ھے۔۔۔کسی کو کم تو کسی کو زیادہ سے نوازا ھوا ھے۔۔۔کسی کو اسی دنیا میں سب دے دیا اور کسی کے لیے آگے چل کر بہت کچھ ھو گا۔۔۔

بس بے چین نہ ھوں۔ شکر کرتے رہیں بلکہ ہر حال میں بھرپور زندگی جیئں۔

تربیت: یہ جاننا کہ کب بولنا ہے۔

اخلاق: کہ کسی کی بات سنی ہے

ادب: جو بول رہا ہے اس میں مداخلت نہ کرنا۔

ذہانت: ہر اس شخص پر یقین نہ کرنا جو بولتا ہے۔

میرا دسترخوان:

کریم کسٹرڈ

اجزاء

چینی پسی ہوئی 5: چمچے، دودھ: ڈیڑھ کپ، انڈے 2: عدد

انڈے کی زردی 1: عدد، لیموں 1: عدد، کریم 1: کپ

ونیلا ایسنس 2: قطرے، گریس پروف کاغذ 1: عدد

ترکیب:

کسٹرڈ کے برتن یا سانچے میں کھانے کے دو چمچے چینی ڈال کر ہلکی آنچ پر رکھئے۔ چینی پگھل کر براؤن ہو جائے تو اتار لیجئے اور برتن کپڑے سے پکڑ کر ہلائیے تاکہ چینی برتن یا سانچے کے سارے پیندے میں یکساں طور پر لگ جائے۔ دودھ میں انڈے پھینٹ لیجئے۔ پھر زردی ڈال کر پھینٹ لیجئے۔ چینی اور ایسنس ڈال کر اتنا پھینٹئے کہ جھاگ ہی جھاگ بن جائے۔ یہ سارا آمیزہ کسٹرڈ کے برتن یا سانچے میں ڈال لیجئے۔ ایک کھلے منہ کی پتیلی لیجئے۔ اس میں آٹے کی چھلنی الٹ کر رکھیے اور اس پر کسٹرڈ کا برتن یا سانچہ رکھ دیجئے۔ اس پتیلی میں اتنا پانی ڈالیے کہ کسٹرڈ کا برتن یا سانچہ آدھا پانی کے اندر اور آدھا باہر ہو۔ اس پانی میں لیموں کا رس شامل کر دیجئے برتن یا سانچہ گریس پروف کاغذ سے ڈھک دیجئے اور پھر پتیلی کا ڈھکنا بند کر کے آدھے گھنٹے تک پکائیے۔ آدھے گھنٹے بعد کسٹرڈ میں سلائی تنکا ڈال کر دیکھئے۔ صاف نکل آئے تو کسٹرڈ تیار ہے۔ ورنہ مزید پکائیے۔ پک جائے تو اتار لیجئے۔ اور ٹھنڈا کر کے سرو کریں۔ ☆☆☆☆☆

روحانی وظائف

علمی رغبت و کامرانی کے لئے وظیفہ

علم کی طرف رغبت، ترقی اور کامیابی کے لئے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ شعر بطور وظیفہ نہایت مفید و مؤثر ہے:

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا

وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَی الْمَوَالِیْ

اس وظیفہ کو ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں اور پانی پر دم کر کے پلائیں۔

اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ بار درود شریف پڑھیں۔ ان شاء اللہ علم کی طرف رغبت پیدا ہوگی اور ترقی و کامیابی نصیب ہوگی۔

- یہ وظیفہ حصول مراد تک جاری رکھیں۔ حسب ضرورت پیر کی شب یا جمعہ کی شب بھی جاری رکھ سکتے ہیں۔

۶۔ وظیفہ برائے حصول علم و حکمت: یَا عَلِیُّ یَا عَلِیْمُ

اس وظیفے سے درجات بلند ہوتے ہیں۔ انسان غیر اللہ کے سامنے ذلت سے بچ جاتا ہے۔ اسے علم و حکمت کی معرفت نصیب ہوتی ہے۔ خصوصاً مشائخ، علماء اور طلباء کے لئے اسرار و انوار کا باعث ہے۔

اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

- یہ وظیفہ حصول مراد تک جاری رکھیں۔ حسب ضرورت پیر کی شب یا جمعہ کی شب بھی جاری رکھ سکتے ہیں۔

وظیفہ برائے افزائشِ حافظہ

اگر کسی کو حافظہ کی کمزوری کی شکایت ہو، یاد کی ہوئی چیزیں بھول جاتی ہوں تو اس کے لئے مندرجہ ذیل وظیفہ نہایت مفید و مؤثر ہے:

- اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ○﴾ (الحجر، ۱۵:۹)
- سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى○ (الاعلیٰ، ۸۷:۶)

اس وظیفہ کو ۱۱ مرتبہ یا ۴۰ مرتبہ یا ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں، پانی پر دم کر کے پئیں اور پلائیں۔

اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ بار درود شریف پڑھیں، ان شاء اللہ یادداشت اور علم میں اضافہ و ترقی نصیب ہوگی۔

- یہ وظیفہ حصول مراد تک جاری رکھیں، حسب ضرورت پیر کی شب یا جمعہ کی شب بھی جاری رکھ سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

محترمہ ڈاکٹر غزالہ حسن قادری کی ویمن اعتکاف 2022ء میں تنظیمات کے ساتھ خصوصی تربیتی نشستیں

محترمہ فضہ حسین قادری کی ویمن اعتکاف 2022ء میں سوشل میڈیا اور تنظیمات کے ساتھ خصوصی تربیتی نشستیں

WOICE کے زیر اہتمام اعتکاف 2022ء میں افطار ڈنر

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
JUNE-2022
LAHORE
Regd CPL No.45

Minhaj University Lahore

Minhaj University Lahore has GREEN CAMPUS with recognition of UI GREEN METRIC WORLD RANKING for SUSTAINABLE INFRASTRUCTURE

UI GreenMetric World University Rankings

Chartered by Government of Punjab | HEC | PEC | Pakistan Bar Council | PHEC | NAEAC

ADMISSIONS OPEN FALL 2022

ADP | BS | LLB | MBA | MS/M.PHIL | Ph.D

APPLY ONLINE https://admission.mul.edu.pk/

MORNING

ADP PROGRAMS

Computer Science
Computer Networking
Web Design & Development
Double Math & Physics
Botany, Zoology & Chemistry
Islamic Banking & Finance
Human Resource Management
Business Administration
Accounting & Finance
Commerce
Mass Communication
Education
Arts
English

BS PROGRAMS

Computer Science
Information Technology
Software Engineering
Chemistry
Physics
Botany
Zoology
Mathematics
Statistics
Economics
Accounting & Finance
B.Com (4 Years)
BBA
Islamic Banking & Finance
Mass Communication
Library & Information Science
Political Science
Sociology
International Relations
Education
History
Pak Studies
Peace & Conflict Studies
LLB (5 Years)
English
Urdu
Chemical Engineering
Human Nutrition & Dietetics
Medical Lab Technology
Microbiology
Molecular Biology
Food Science & Technology
Biochemistry
Biotechnology

WEEKEND

MS/M.PHIL/MBA PROGRAMS

Computer Science
Chemistry
Physics
Botany
Zoology
Mathematics
Statistics
Economics
Accounting & Finance
Management Sciences
MBA (Professional)
MBA (Executive)
Islamic Banking & Finance
Mass Communication
Library & Information Science
Political Science
Sociology
International Relations
Theology & Religious Studies
Peace & Counter Terrorism Studies
Education
History
Pak Studies
Criminology & Criminal Justice System
English (Linguistics)
English (Literature)
Urdu
Clinical Nutrition
Food Science & Technology
Biochemistry

Ph.D PROGRAMS

Mathematics
Economics
Islamic Economics & Finance
Library & Information Science
International Relations
Political Science
Education
Urdu

Scan QR Code

Main Campus, Madar-e-Millat Road, Near Hamdard Chowk, Township, Lahore
www.mul.edu.pk admission@mul.edu.pk
MinhajUniversityLahore officialMUL

Universal Access Number (UAN)
03 111 222 685
MUL Exchange
+92 042 35145621-4 Ext: 320, 321